تنظیم اسلامی کا ترجمان

46

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

9 تا 15 جمادی الاولیٰ 1443ھ / 14 تا 20 دسمبر 2021ء

سنت اللہ کے نتائج

اسلام انسانی قلب کو اس جانب متوجہ کرتا ہے کہ وہ معاشروں میں رونما ہونے والی حقیقی تبدیلیوں کے عوامل کا بچشم بصیرت جائزہ لے اور اپنی شعوری صلاحیتوں سے ان کے اسباب و نتائج پر غور کرے اور ان تاریخی مثالوں کا جائزہ لے جن میں اللہ کی سنت پوری ہوئی ہے اور اللہ نے مومنین کو تمکن عطا فرمایا ہے اور کافروں، سرکشوں اور مفسدین کو تباہ فرما دیا ہے۔ بلاشبہ یہ اللہ کی دائمی اور ناقابلِ تغیر سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کی نصرت فرماتا اور کافروں کو ذلیل کر دیتا ہے، جبکہ بظاہر حالات اس کے برعکس نظر آ رہے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم بتلاتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی ہمیشہ جاری رہنے والی سنت کے نتائج ضرور ظاہر ہو کر رہتے ہیں، مگر ان نتائج کے اظہار میں افرادِ انسانی کی عمریں مقیاس نہیں ہیں اور نہ تاریخ کا کوئی عارضی مرحلہ پیمانہ ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی وقت باطل وقتی طور پر کامیاب و کامران ہو کر روئے زمین کی غالب و کارفرما قوت بن جائے، لیکن یہ مرحلہ دائمی نہیں ہوتا بلکہ یہ دراصل ہمہ پہلو سنت اللہ کے اجرا کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اور باطل کی کارفرمائی کا یہ مرحلہ یا تو اس لیے آ جاتا ہے کہ اس مرحلے میں لوگوں کی باطل کے خلاف مزاحمت کی قوتیں ٹھٹھری ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں باطل کے خلاف جہاد کر کے اسے ختم کر دینے کا بوتا نہیں ہوتا۔

’’حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔‘‘ (الرعد: 11)

اور کبھی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ باطل کے ظلم کو انگیز کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں بلکہ اسے خوشگوار محسوس کرنے لگتے ہیں۔

چنانچہ فرمانِ نبویؐ ہے:

’’جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تمہارے حکمران ہوں گے۔‘‘ (حاکم)

اسلام کا نظامِ تربیت
سید محمد قطب ؒ

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
سیاسی تاریخ کے تین عوامی ہیروز کی داستان (7)

روزِ حساب کا خوف

خطے کی بدلتی ہوئی صورتحال میں پاکستان کے لیے چیلنجز

حضرت اسماء ؓ بنتِ یزید

حق و صداقت کا معیار؟

آسیب کا سایہ

خواہش نفس کے بندے

الھدیٰ (964)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الفُرقان — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات:43 تا 44

اِنۡ کَادَ لَیُضِلُّنَا عَنۡ اٰلِہَتِنَا لَوۡ لَاۤ اَنۡ صَبَرۡنَا عَلَیۡہَا ؕ وَ سَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ حِیۡنَ
یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ مَنۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ہَوٰىہُ ؕ
اَفَاَنۡتَ تَکُوۡنُ عَلَیۡہِ وَکِیۡلًا ﴿ۙ۴۳﴾

آیت:۴۳ ﴿اَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ہَوٰىہُ ؕ﴾ ’’کیا تم نے دیکھا اُس شخص کو جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے؟‘‘

یہاں شرک کی ایک بہت اہم قسم بیان ہوئی ہے‘ جو ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی دعوت دیتی ہے۔ اس پر بڑے بڑے موحدین کو غور کرنا چاہیے کہ دراصل شرک صرف ’’یا علی مدد!‘‘ کا نعرہ لگانے یا قبر پرستی تک ہی محدود نہیں ہے‘ بلکہ اللہ تعالیٰ کے کسی واضح حکم کے مقابلے میں خواہشِ نفس پر عمل پیرا ہونا بھی شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ انسان کو اس کا نفس ہر وقت دنیا سمیٹنے اور زیادہ سے زیادہ مال و دولت جمع کرنے کے حسین خواب دکھاتا ہے۔ وہ حرام کو اپنانے کے لیے پُرکشش توجیہات پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اگر کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پسِ پشت ڈال کر اپنے نفس کی بات مان لی تو گویا وہ اپنے نفس کا بندہ بن گیا۔ اب اس کا نفس ہی اس کا ’’مُطاع‘‘ ہے اور جو کوئی بھی کسی کا اصل مُطاع ہوگا وہی اس کا معبود ہوگا۔

﴿اَفَاَنۡتَ تَکُوۡنُ عَلَیۡہِ وَکِیۡلًا ﴿۴۳﴾﴾ ’’تو (اے نبی ﷺ!) کیا آپ ایسے شخص کی ذِمّہ داری لے سکتے ہیں؟‘‘

آیت:۴۴ ﴿اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَکۡثَرَہُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ یَعۡقِلُوۡنَ ؕ﴾ ’’یا آپؐ کا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں؟‘‘

یہ لوگ آپؐ کی محفل میں کچھ سننے اور سمجھنے کے لیے نہیں آتے بلکہ یہ تو اپنے عوام کو دھوکا دینے کے لیے آتے ہیں تاکہ واپس جا کر انہیں بتاسکیں کہ ہم تو بڑے اہتمام کے ساتھ گئے تھے کہ محمد (ﷺ) کی باتوں کو خود سنیں اور سمجھیں‘ لیکن ان سے تو ہمیں کوئی خاص بات سننے کو ملی ہی نہیں۔

﴿اِنۡ ہُمۡ اِلَّا کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ہُمۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۴۴﴾﴾ ’’یہ نہیں ہیں مگر چوپایوں کی مانند‘ بلکہ ان سے بڑھ کر بھٹکے ہوئے ہیں۔‘‘

چوپائے تو کسی کلام کے مفہوم کو سمجھنے سے اس لیے معذور ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس سطح کا شعور ہی نہیں دیا‘ لیکن یہ لوگ انسان ہو کر بھی عقل اور شعور سے کام نہیں لیتے۔ اس لحاظ سے یہ لوگ چوپایوں اور جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

فرمان نبویؐ

غیر مسلموں کو سلام کرنا

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبۡدَءُوا الۡیَھُوۡدَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ فَإِذَا لَقِیۡتُمۡ أَحَدَھُمۡ فِیۡ طَرِیۡقٍ فَاضۡطَرُّوۡہُ إِلٰی أَضۡیَقِہٖ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں ابتدا نہ کرو اور جب تمہیں ان میں سے کوئی راستہ میں ملے تو اسے تنگ راستہ کی طرف مجبور کردو۔‘‘

تشریح: غیر مسلموں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ سلام کرنا درحقیقت اسلامی تہذیب کا بخشا ہوا ایک اعزاز ہے جس کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اسلامی تہذیب کے پیرو اور مسلمان ہوں۔ اس اعزاز کا استحقاق ان لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکتا جو دین دشمن اور اللہ کے باغی ہیں۔ ان باغیوں کے ساتھ سلام اور اس جیسی دوسری چیزوں کے ذریعہ الفت و محبت کے مراسم قائم کرنا بھی جائز نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ لوگ سلام میں خود پہل کریں اور السلام علیک یا السلام علیکم کہیں تو اس کے جواب میں صرف وَعَلَیۡکَ یا وَعَلَیۡکُمۡ کہہ دیا جائے۔ اگر غیر مسلم راستہ میں ملیں تو ان پر اتنا دباؤ ڈالا جائے کہ وہ سمٹ کر گزرنے پر مجبور ہو جائیں اور ان پر راستہ تنگ ہو جائے تاکہ اسلام کی عظمت و شوکت اور مسلمانوں کا دبدبہ ظاہر ہو۔

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل

سیاسی تاریخ کے تین عوامی ہیروز کی داستان (7)

گزشتہ چند اقساط میں ہم نے پاکستان کے سیاسی عدم استحکام پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مضمون نامکمل اور ادھورا رہ جائے گا اگر ہم نے پاکستان کی سیاست کے تین عوامی ہیروز ذوالفقار علی بھٹو، نواز شریف اور عمران خان کے عروج و زوال کا ذکر نہ کیا اور ان کے ادوارِ حکومت کا مختصراً جائزہ نہ لیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سیاسی عدم استحکام کے حوالے سے یہ تکمیلی تحریر قارئین کے لیے بڑی سہولت پیدا کردے گی کہ وہ اس مسئلہ کی تہہ تک پہنچ سکیں اور اصل حقیقت ان کے سامنے آجائے۔

ان تین سیاسی عوامی ہیروز میں سے ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے دولخت ہونے سے پہلے بھی میدانِ سیاست میں تھے اور سقوط ڈھاکہ کے بعد کے پاکستان جسے کچھ عرصہ تک What remains of Pakistan لکھا اور پکارا جاتا رہا، تب بھی وہ قریباً آٹھ سال تک میدان سیاست میں رہے۔ البتہ میاں نواز شریف اور عمران خان دونوں موجودہ پاکستان میں سیاسی میدان کے کھلاڑی بنے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو سیاسی میدان میں داخل ہونے کے لیے تو کسی سیاسی جدوجہد کی ضرورت نہ پڑی۔ حقیقت یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کو سیاست سے زیادہ اداکاری کا شوق تھا اور بھٹو صاحب کے بارے میں لکھی گئی کتابوں کے مطابق وہ اپنے لڑکپن میں ممبئی کے سٹوڈیوز میں چکر لگاتے رہتے تھے اور فلمسازوں کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ ایوب خان کے مارشل لاء سے کچھ پہلے تھوڑے عرصہ کے لیے وزیر بنے لیکن وہ اُن کی پہچان نہ بن سکا۔ جب ایوب خان نے مارشل لاء لگایا تو اُس نے پہلے اندرون سندھ سے ایوب کھوڑو (نثار کھوڑو کے والد) کو اپنی کابینہ میں لیا اور بعد ازاں ذوالفقار علی بھٹو کو بطور وزیر پانی و بجلی اپنی کابینہ میں لے لیا۔ گویا بھٹو پہلے وزیر بنے پھر سیاست دان بنے۔ وہ بڑے فعال اور متحرک نوجوان تھے۔ جلد ہی ایوب خان کے انتہائی قریب ہو گئے۔ وہ خود ساز فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان کو ڈیڈی کہنے لگے اور جلد ہی ترقی کر کے پاکستان کے وزیر خارجہ بن گئے۔ چین اور پاکستان کو قریب کرنے میں اگرچہ محمد علی بوگرہ نے کام کا آغاز کیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ کی حیثیت سے جس طرح چین اور پاکستان کو قریب لائے انھیں چین پاکستان تعلقات کا بانی کہا جانا چاہیے۔ بھٹو تعلیم یافتہ اور زیرک نوجوان تھے۔ وہ بین الاقوامی معاملات کو خوب سمجھتے تھے بلکہ یہ کہہ دینا بھی قطعاً غلط نہ ہوگا کہ بین الاقوامی تعلقات کی نزاکتوں اور اہمیت و حساسیت کو جس طرح انہوں نے جانا اور سمجھا آج تک پاکستان میں کوئی نہیں سمجھ سکا۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد سویت یونین نے امن معاہدہ کروایا جسے تاشقند معاہدہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے سے ایوب خان

ہفت روزہ — لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
9 تا 15 جمادی الاولیٰ 1443ھ جلد 30
14 تا 20 دسمبر 2021ء شمارہ 46
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اور بھٹو کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے جو بھٹو کی حکومت سے علیحدگی کا باعث بنے۔ بھٹو نے تاشقند معاہدے کو عوامی سطح پر خوب استعمال کیا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ وہ تاشقند معاہدے کے راز کو افشاں کریں گے اور اصل حقیقت عوام کو بتائیں گے لیکن وہ یہ بات زبان سے کہتے تو رہے لیکن کوئی راز فاش نہ کیا۔ ایک اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے بھٹو کی صلاحیتیں جس طرح سامنے آئیں وہ یقیناً ایک سیکولر سیاست دان کی حیثیت سے انتہائی قابل تحسین ہے۔ انہوں نے جان لیا تھا کہ لوگ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں سے بہت تنگ ہیں۔ روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرے نے انہیں بہت ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ وہ سیاسی جلسوں میں عوام کا دل موہ لیتے تھے۔ پاکستان، خاص طور پر پنجاب اور سندھ کے عوام ان کی کرشماتی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے۔ لہٰذا ملک میں ان کے ہزاروں جانثار پیدا ہو گئے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ نعرہ بھی بہت مقبول ہوا۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے، سوشلزم ہماری معیشت اور اسلام ہمارا دین ہے۔ بھارت سے پاکستان P.O.Ws کو واپس لے آنا ان کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو بڑے Confident تھے اور شاید Over Confident تھے۔ ان کا امریکی صدر نکسن کو یہ کہنا کہ اگر میں امریکی ہوتا تو آپ والی کرسی پر ہوتا اس کا ثبوت ہے۔ یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے کے عزم نے امریکہ کو ان کا جانی دشمن بنا دیا تھا۔ اسی وجہ سے تحریک نظام مصطفیٰ کی پشت پر امریکہ تھا۔ امریکی سمجھتے تھے کہ بھٹو کے بعد پاکستان کو ایٹمی قوت بننے سے روکنا آسان ہو گا لیکن قدرت کو کچھ اور مطلوب تھا۔ سوویت یونین کے افغانستان پر حملہ نے تاریخ کا پہیہ اُلٹا گھما دیا۔ داخلی سطح پر بھٹو کے بعض اقدامات ملک و قوم کے لیے انتہائی مہلک اور خطرناک ثابت ہوئے۔ انھوں نے بلا سوچے سمجھے اور پاکستان کی بیوروکریسی کی اصلیت جانے بغیر بہت سی صنعتوں کو قومیا لیا۔ نیشنلائزیشن کی اس پالیسی نے ملکی معیشت کی ایسی کمر توڑی جس کے برے اثرات کی وجہ سے آج تک ہماری معیشت بحال نہیں ہو سکی۔ حقیقت میں سرمایہ کاری کی موت واقع ہو گئی۔

ذوالفقار علی بھٹو نے جمہوریت ہماری سیاست کا نعرہ تو لگایا لیکن اُن کی طبیعت اور مزاج میں آمریت رچی بسی ہوئی تھی۔ وہ کسی قسم کی مخالفت برداشت نہیں کرتے تھے۔ اُن پر اپنے سیاسی حریفوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے کا الزام ہے۔ اُنھوں نے اپنے دورِ حکومت میں جو انتخابات کروائے اُن میں اپنے حریف اُمیدوار جان عباسی کو اغوا کروا دیا یہاں تک کہ کاغذات جمع کروانے کا وقت ختم ہو گیا۔ وہ اسلام ہمارا دین ہے کا نعرہ لگاتے تھے لیکن عوامی جلسوں میں اپنی شراب نوشی کا اعتراف بھی کرتے تھے۔

ذوالفقار علی بھٹو کے بعد میاں نواز شریف کو عوامی ہیرو کی حیثیت حاصل ہوئی۔ نواز شریف بھی ملکی سیاست میں سیاسی جدوجہد سے نہیں بلکہ فوج کی حمایت سے آئے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جب صنعتیں قومیا لیں تو اتفاق فیکٹری جو اُس وقت شریف فیملی کی واحد فیکٹری تھی بھی قومیا لی گئی۔ اس بنا پر شریف فیملی بھٹو کی سخت مخالف ہو گئی۔ ضیاء الحق نے جب وزیراعظم جونیجو کو برطرف کیا تو نواز شریف نے اپنے سیاسی لیڈر جونیجو کے مقابلے میں فوجی آمریت کا زوردار طریقہ سے ساتھ دیا۔ اُن کا تعلق ضیاء سے وہی ہو گیا جو بھٹو کا ایوب خان کے ساتھ تھا۔ تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی اُنھوں نے بہت مالی مدد کی تھی۔ بھٹو کی پھانسی کے بعد انھوں نے اگرچہ تھوڑے عرصہ کے لیے اصغر خان کی تحریک استقلال میں شمولیت اختیار کی تھی۔ لیکن وہ اُن کی پہچان نہ بن سکی۔ جب ضیاء الحق نے دشمنانِ بھٹو کو نوازنا شروع کیا تو نواز شریف کو پنجاب میں وزیر خزانہ بنا لیا۔ گویا اُنھوں نے بھی اپنی سیاسی زندگی کا آغاز وزیر بننے کے بعد شروع کیا۔ ضیاء الحق کا اصل ٹارگٹ پیپلز پارٹی تھی لیکن ضیاء الحق کا کوئی ساتھی بھی پاکستان پیپلز پارتی کے خلاف وہ محنت نہ کر سکا جو میاں نواز شریف نے کی۔ لہٰذا وہ ضیاء الحق کے انتہائی قریب ہو گئے یہاں تک کہ ضیاء الحق نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہیں یہ دعا دی کہ ’’میری زندگی بھی نواز شریف کو لگ جائے‘‘۔ ضیاء الحق حادثہ کا شکار ہوئے تو اُن کے صلبی بیٹے اعجاز الحق کی بجائے معنوی بیٹے نواز شریف نے اُن کی جگہ لی۔ ایک لحاظ سے یہ اُن کا حق بھی تھا کیونکہ انہوں نے ضیاء الحق کی جانی دشمن پیپلز پارتی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور عوامی سطح پر اُسے پیچھے دھکیلا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگرچہ نواز شریف فوجی آمر کی مہربانی سے سیاست کے میدان میں اُترے تھے لیکن اُنھوں نے عوامی رابطہ میں بہت محنت کی۔ نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے مخالفین بلکہ بعض پاکستان پیپلز پارٹی سے گہری وابستگی رکھنے والے لوگ بھی نواز شریف سے متاثر ہوئے اور اُن کا ساتھ دینے لگے۔ ضیاء الحق کی ہلاکت کے بعد پہلے انتخابات میں مرکز میں پی پی پی جیتی۔ دو دن بعد صوبائی انتخابات تھے۔ اِن دو دِنوں میں شریف فیملی نے اتنے زوردار انداز میں ’’جاگ پنجابی جاگ تیری پگ نوں لگ گیا داغ‘‘ کی مہم چلائی کہ بازی

پلٹ دی اور پنجاب اسمبلی میں میاں نواز شریف حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ قومی اسمبلی میں پنجاب کی نشستیں پی پی پی کی زیادہ تھیں۔ بہرحال بے نظیر بھٹو وزیر اعظم اور نواز شریف پنجاب کے وزیر اعلیٰ بنے اور پھر مرکز اور پنجاب کے درمیان ایسی زبردست کشمکش چلی جو کئی سال جاری رہی۔ 1990ء میں میاں نواز شریف وزیر اعظم بن گئے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ عوام کو ریلیف دینے کے حوالے سے نواز شریف بڑے حساس رہے۔ اُنھوں نے ملک میں سڑکوں کا جال بچھا کر ملکی تجارت کو ترقی دی۔ اُنھوں نے موٹروے بنائی جس پر مخالفین نے شدید تنقید کی لیکن یہ موٹر وے پاکستان کو تجارتی حوالے سے اور عوام کی آمدورفت کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوئی۔ بلکہ فضائیہ نے ملکی دفاع کے لیے بھی اُسے استعمال کرنے کا ایک آپشن بنا لیا۔ اُنھوں نے بھارت کے وزیر اعظم واجپائی کو پاکستان کے دورے کی دعوت دی تھی جس نے مینارِ پاکستان کے سبزہ زار میں کھڑے ہو کر پاکستان سے اچھے تعلقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ گویا یہ اِس بات کی نفی تھی کہ ہندوستان خاص طور پر بی جے پی پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کرتی۔ اِس موقع پر جماعت اسلامی جو مسلم لیگ (ن) کی اتحادی جماعت تھی نے واجپائی کے خلاف مظاہرہ کیا جس پر شہباز شریف کی حکومت نے جماعت اسلامی کی تاریخی ٹھکائی کی جس پر خود قاضی حسین احمد چیخ اُٹھے تھے۔ ہماری رائے میں اِس موقعہ پر نہ جماعتِ اسلامی کا مظاہرہ کرنا درست تھا اور نہ ہی وہ وحشیانہ تشدد درست تھا جو پولیس نے مظاہرین پر کیا۔ نواز شریف صنعتکار اور تاجر تھے اور ان کا رویہ اپنے اِس قبیلے سے بہت اچھا تھا جس سے ملک میں تجارت کو بڑھوتری ملی اور معیشت پر اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ میاں نواز شریف بھی جمہوریت کی بات کرتے تھے لیکن بھٹو کی طرح وہ بھی عملی طور پر ہرگز جمہوری رویہ نہیں رکھتے تھے۔ اپنی وزارتِ عظمیٰ کی پہلی ٹرم میں اُنھوں نے پی ٹی وی پر اپنی سیاسی حریف بے نظیر کا بلیک آؤٹ کر دیا تھا۔ نجم سیٹھی جو آج کل اُن کے انتہائی قریبی حمایتی اور دوست ہیں اُنھیں جیل بھیج دیا۔ جنگ اخبار اور اس کے پروپرائیٹر شکیل الرحمٰن سے انتہائی توہین آمیز سلوک کیا گیا۔ وہ ہر اُس میڈیا ہاؤس کا ناطقہ بند کر دیتے تھے جو اُن کی مخالفت کرتا تھا اور اس میڈیا پر قومی خزانہ بے دریغ لٹاتے تھے جو اُن کی حمایت کرتا تھا۔ میاں صاحب کُلی اختیارات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اِس حوالے سے وہ شریعت کے نام پر آئین میں ترمیم کرنا چاہتے تھے۔ اِس ترمیم سے شریعت آتی یا نہ آتی لیکن وزیر اعظم کو وہ سارے اختیارات حاصل ہو جانے تھے جو ایک مطلق العنان بادشاہ کو حاصل ہوتے ہیں لیکن اِس کے خلاف اپوزیشن سمیت معاشرے کے بہت سے طبقات نے سٹینڈ لیا اور وہ ترمیم نہ ہو سکی۔ 1999ء میں مشرف نے مارشل لاء لگا کر نواز شریف حکومت ختم کر دی۔ یہ مارشل لاء بالکل بے جواز تھا۔ نواز شریف کو جیل بھیج دیا گیا لیکن وہ جیل نہ کاٹ سکے اور مشرف سے ڈیل کر کے سعودی عرب چلے گئے۔ اِس مارشل لاء کے جہاں اور بہت سے نقصانات ہوئے وہاں یہ بھی ہوا کہ میاں نواز شریف مشرف کے ہی نہیں اپنی فوج کے بھی خلاف ہو گئے اور بھارت سے مفاہمت ہی نہیں دوستی کے شدت سے قائل ہو گئے۔ اُنھوں نے ایک پاکستانی چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ جو ظلم پاکستان کی فوج نے پاکستانیوں پر ڈھائے ہیں ایسے مظالم تو بھارتی فوج نے کشمیر میں بھی نہیں کیے۔ پھر مودی کو گھر شادی میں مدعو کیا جب کہ کسی پاکستانی سیاست دان کو مدعو نہ کیا۔ اِس موقع پر نیشنل سیکیورٹی ایڈوائیزر کو بھی شرکت سے روک دیا گیا۔ پھر بھارت کے دورے پر اِس روایت کو توڑ دیا جو یہ تھی کہ پاکستان کا وزیر اعظم بھارت کے دورے پر کشمیری لیڈروں سے ملاقات کرتا تھا۔ فوج نے بھارتی جاسوس کلبھوشن یادیو کو گرفتار کیا لیکن میاں نواز شریف نے نہ صرف بھارت کے اِس فعل کی کوئی مذمت نہ کی بلکہ اُس جاسوس کا نام تک نہ لیا۔ گویا وہ فوج جس نے سیاست میں نواز شریف کے لیے راستہ بنایا تھا اور انھیں وزیر اعظم بنانے میں بھرپور مدد کی تھی اُسے اپنا حریف بنا لیا حالانکہ میاں صاحب فوج کے اُس مبینہ رول کو جانتے تھے جو وہ پاکستان میں حکومت سازی میں ادا کرتی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب امریکہ جو کبھی پاکستانی فوج کا انتہائی قریبی دوست تھا اور ہمارے جرنیلوں کو نوازا کرتا تھا اب پاکستانی فوج کا دشمن بن چکا تھا۔ میاں صاحب اِس دوستی کو دشمنی میں بدلنے کا صحیح طور پر ادراک نہ کر سکے۔ اُن کا خیال تھا اگر امریکہ اُن سے راضی رہا تو پاکستانی فوج اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی لیکن فوج اپنا رُخ کافی حد تک امریکہ سے موڑ کر چین کی طرف کر چکی تھی۔ پھر ملکی اور غیر ملکی سطح پر بہت سے ایسے اقدامات ہوئے جن سے یوں لگتا تھا کہ وزیر اعظم پاکستان اور پاکستانی فوج ایک دوسرے کے خلاف سخت محاذ بنائے ہوئے ہیں۔ بالآخر میاں نواز شریف کو نہ صرف اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑے بلکہ جیل یاترا بھی کرنا پڑی۔ البتہ آرمی چیف کی توسیع ملازمت کے حوالے سے فریقین کو عارضی طور پر ہاتھ ملانا پڑے۔ جس کے نتیجہ میں میاں نواز شریف صاحب جیل سے لندن پہنچ گئے اور آرمی چیف کو مزید تین سال کے لیے ملازمت میں توسیع مل گئی۔

(جاری ہے)

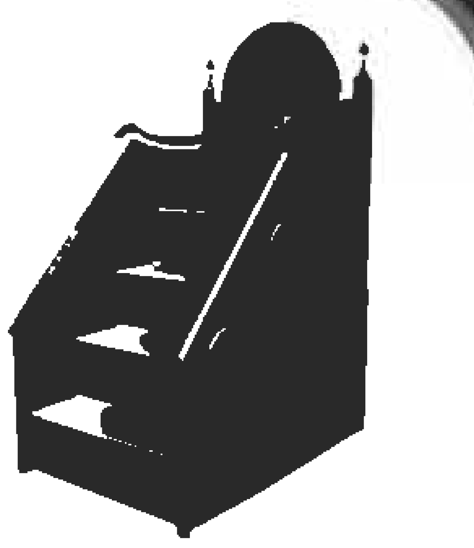

روزِ حساب کا خوف

(سورہ الرحمٰن کی آیات 41 تا 46 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 26 نومبر 2021ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الرحمٰن کی آیات 41 تا 46 کا مطالعہ کریں گے۔ فرمایا:

﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝٤١﴾ (الرحمٰن: 41) ”پہچان لیے جائیں گے مجرم اپنے چہروں سے، پھر ان کو پکڑا جائے گا پیشانی (کے بالوں) سے اور پاؤں سے۔“

جیسے کسی سکول یا تعلیمی ادارے میں رزلٹ اناؤنس ہونے والا ہوتا ہے تو چہروں سے پتا چل جاتا ہے کہ کون کتنا پانی میں ہے۔ کچھ بچوں کے چہرے چمکتے دمکتے ہوتے ہیں۔ وہ تو پہلے سے خوشیاں مناتے ہیں کہ ہم تو کامیاب ہو جائیں گے اور کچھ کے چہرے بالکل بجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے چہروں سے پتا چل جاتا ہے کہ انہوں نے امتحان میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ معروف حدیث ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے لوگوں کو قیامت کے دن ان کے وضو کے اعضاء کے چمکنے سے پہچانوں گا۔ دنیا میں اہل ایمان نماز کے لیے جس اہتمام کے ساتھ وضو کرتے ہیں اس کی وجہ سے روزِ محشر ان کے چہرے چمکتے ہوں گے۔ ان کی یہ کیفیت ایمان کے نور کی بدولت بھی ہوگی۔ اس کے برعکس مشرکین و کفار اور مجرمین کے چہروں پر سیاہی پھری ہوئی ہوگی، خوف کی وجہ سے ان کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوں گی، چہرے بگڑے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن روشن چہرے والوں میں شامل فرمائے۔ لیکن اس دن کے روشن چہرے کے لیے آج اس دنیا میں نور کا اہتمام کرنا ہوگا۔ وہ نور ایمان ہے۔ ایمان ہوگا تو اعمال صالح بھی کام آئیں گے۔ اس کے برعکس اگر آج ہمارے طرزِ عمل میں منافقت، سرکشی، شرک اور کفر کی تاریکیاں ہیں تو کل یہی تاریکیاں ہمارے چہروں کی سیاہی میں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس برے انجام سے ہماری نجات فرمائے۔ آمین

دوسری بات یہ بیان ہوئی کہ مجرمین کو ان کی پیشانیوں کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا جا رہا ہو گا، کبھی قدموں سے پکڑ کر گھسیٹا جا رہا ہوگا۔ مفسرین کی ایک رائے یہ بھی ہے کہ گویا کہ پیشانی کے بالوں کو اور قدموں کو جکڑ کر ان کے ساتھ تذلیل والا سلوک کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس دن کی ذلت اور رسوائی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

مرتب: ابوابراهیم

زوالوجی میں ایک ریسرچ یہ کی جاتی ہے کہ انسان کے دماغ کا جو فورہیڈ (پیشانی) ہوتا ہے تمام مجرمانہ اور غلط کاموں کی پلاننگ ادھر ہی ہوتی ہے۔ اس لیے روزِ محشر یہ جتلایا جائے گا کہ یہیں سے تم نے جرائم کی منصوبہ بندی کی تھی لہٰذا اب مزہ چکھو۔ واللہ اعلم! لیکن اصل میں یہاں مراد مجرمین کی تذلیل ہے جو ان کے بداعمال کی وجہ سے ان کا مقدر بنے گی۔ دنیا میں بڑے سرکشی اور باغی لوگ بھی ہوتے ہیں جن میں اکڑ بھی ہوتی ہے، تکبر بھی ہوتا ہے اور انہوں نے عام انسانوں کو دبا کر رکھا ہوتا ہے۔ یہاں ان کو مہلت اور ڈھیل دی جاتی ہے کہ اپنے بداعمال جمع کر لیں۔ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزاء ہے۔ یہاں ہر ایک کے پاس اختیار ہے کہ وہ جیسا چاہے عمل کرے مگر اس دنیا سے جاتے ہی انسان کا تمام اختیار ختم ہو جائے گا اور وہاں کسی مجرم کو کوئی چھوٹ اور مہلت ہرگز نہیں ملے گی بلکہ اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ آگے اللہ فرما رہا ہے:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٤٢﴾ ”تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟“

آج مجرم دندناتے پھرتے ہیں، کسی کا سفارشی فون آ جاتا ہے، کہیں لفافہ چل جاتا ہے، کسی کو راتوں رات ملک سے باہر بھگا دیا جاتا ہے، کسی کے لیے دنیا کی سپر پاور سے فون آ جاتا ہے۔ یہاں دنیا میں صحیح طور پر انصاف نہیں مل پاتا۔ مگر آخرت کا دن ایسا ہے جہاں کوئی مجرم بھاگ نہیں سکے گا اور ایک ذرا کے برابر بھی کسی نے کوئی عمل کیا ہوگا تو اس کا بھی مکمل حساب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔ اس نے اس دنیا میں بھی مجرموں کو سزائیں دی ہیں تاکہ ہم لوگ عبرت حاصل کریں۔ اس نے فرعون، نمرود، قارون، قوم عاد و ثمود کو اس دنیا میں سزائیں دی ہیں۔ یہ کس بات کی علامت ہے؟ اصل میں یہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اور اس میں ہمارے لیے سبق یہ ہوتا ہے کہ ہم روزِ حساب کو ذہن میں رکھیں اور اس دن کی تیاری کریں۔ لہٰذا اپنے کلام کے ذریعے ان قوموں کا تذکرہ بار بار کرنا اور روزِ حساب سے ڈرانا، اس دن کی ہولناکیوں کا خوف دلانا بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے تاکہ ہم باخبر ہو جائیں۔ لہٰذا اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پاسداری کی کوشش کی جائے۔ آگے فرمایا:

﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝٤٣﴾ (الرحمٰن: 43) ”(اُس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) یہ ہے

وہ جہنم جسے مجرمین جھٹلایا کرتے تھے۔''

دنیا میں خوب انکاری ہوئے، خوب پیغمبروں کی دعوت کا انکار کیا، مذاق اُڑایا اور کہتے پھرے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں۔ دنیا میں آج بھی بہت بڑی تعداد آخرت کا انکار کرنے والوں کی موجود ہے۔ خالق کائنات کے منکر بھی بہت ہیں۔ دنیا سے بڑے بڑے سائنس دان، فلاسفر اور intellectuals اسی نظریے کو لے کر گئے ہیں کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں۔ لیکن مرنے کے بعد ہی انہیں حقیقت کا پتا چل جائے گا اور آخرت میں جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا تو پوچھا جائے گا کہ یہی وہ جہنم نہیں جس کا تم انکار کرتے تھے؟ ایک اور جگہ فرمایا:

''(اللہ فرمائے گا: اے انسان!) تو اس دن سے غفلت میں رہا تھا! تو آج ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا ہے تو آج تمہاری نگاہ کتنی تیز ہوگئی ہے۔'' (قٓ:22)

تم نے موت کو بھلا دیا۔ آج تمہیں یہاں کھڑا کر دیا گیا، تم نے قیامت کا انکار کیا وہ برپا ہوگئی، تم نے جہنم کا انکار کیا آج تمہیں جہنم میں ڈال دیا گیا، کیا اب بھی جھٹلاؤ گے؟ آگے فرمایا:

﴿يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾﴾ (الرحمٰن)

''اب وہ چکر لگاتے رہیں گے اس (آگ) کے اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان۔''

جہنم میں عذابوں کی مختلف کیفیات ہیں۔ ان میں ایک تو آگ کا عذاب ہے اور وہ آگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ﴿٦﴾﴾ (الھمزہ:6) ''وہ آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ اس دنیا کی آگ سے 69 گنا زیادہ شدید ہے۔ دنیا کی آگ جلا کر ختم کر دیتی ہے، زیادہ سے زیادہ بندہ مرجائے گا لیکن جہنم کی آگ کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ سورۃ النساء میں ذکر آتا ہے:

''یقیناً جو لوگ ہماری آیات کا کفر کریں گے ایک وقت آئے گا کہ ہم انہیں آگ میں جھونک دیں گے۔ اور جب بھی ان کی کھالیں جل جائیں گی ہم ان کو دوسری کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزا چکھتے رہیں۔ یقیناً اللہ زبردست ہے' کمال حکمت والا ہے۔'' (آیت:56)

ایک سائنٹیفک ریسرچ ہے کہ جو درد کو محسوس کرنے والے خلیات ہیں وہ کھال میں ہیں گوشت میں نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔ بہرحال جہنم کے عذاب کی کیفیت کا ہم اس دنیا میں پورا پورا تصور نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ ان عذابوں میں سے ایک کھولتے ہوئے گرم پانی کا ذکر بھی آیا۔ ادھر آگ کی تپش سے جسم جل رہے ہوں گے، پسینے بہہ رہے ہوں گے، خوب پیاس لگے گی، کوئی پانی کا چشمہ نظر آئے گا۔ دوڑتا ہوا جائے گا تو وہاں کھولتا ہوا پانی ہوگا، وہی پینا پڑے گا جو اذیت میں اضافے کا باعث بنے گا۔ یعنی عذاب پر عذاب کا نام جہنم ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک عذاب مجرمین کا مقدر بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں جہنم کے ان عذابوں کا ذکر اس لیے فرما رہا ہے تاکہ ہم اس دن سے ڈر جائیں، گناہوں سے، لغزشوں سے اور جرائم سے باز آجائیں۔ وہ اللہ جو رب العالمین ہے، جو رحمان اور رحیم ہے اس نے یہ سب کچھ بیان کیا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس عذاب سے بچ جائیں۔ یہ باتیں ہمیں میڈیا کے کسی چینل پر نہیں ملیں گی، وہ صرف دنیا کی لذتوں اور دنیا کے کھیل تماشے میں لگا رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا ہمارا اصل مسئلہ نہیں ہے۔ تمام انسانوں کا سب سے بڑا مسئلہ آخرت ہے، اُس کی طرف توجہ زیادہ ہونی چاہیے، دنیا کی زندگی چند دن کی زندگی ہے، جبکہ آخرت کی زندگی دائمی ہے۔ وہاں کی ناکامی ہمیشہ کی ناکامی ہے۔ روزِ محشر کی صورت میں ہمیں سب سے بڑا مرحلہ درپیش ہے اُس کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے اور اس کے لیے تیاری کرنا چاہیے۔ یہ ہمارا اصل مسئلہ ہے اور اسی طرف اللہ تعالیٰ ہماری توجہ دلا رہا ہے۔

آگے فرمایا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾﴾ (الرحمٰن) ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

جہنم کے عذابوں سے ڈرانا اور آخرت کا خوف دلانا بھی اللہ کی نعمت ہے جس پر ہمیں اس کا شکر ادا کرنا

پریس ریلیز 10 دسمبر 2021ء

امریکہ کی سرپرستی میں جمہوریت کانفرنس شعبدہ بازی کے سوا کچھ نہیں

شجاع الدین شیخ

امریکہ کی سرپرستی میں جمہوریت کانفرنس شعبدہ بازی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے امریکہ کی سرپرستی میں جاری ورچوئل جمہوریت سمٹ 2021ء پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کا اِس امریکی کانفرنس میں شریک نہ ہونے کا فیصلہ قابل تحسین ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان کے امریکہ کے چُنگل سے نکلنے کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں عبرتناک شکست کے بعد دُنیا بھر میں امریکہ کی ساکھ بُری طرح مجروح ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں چین کی بڑھتی ہوئی اقتصادی اور عسکری طاقت اور امریکہ کے ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ مزید خراب ہوتے ہوئے اندرونی حالات یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امریکہ اب واحد سپریم پاور آن ارتھ نہیں رہا اور امریکہ کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا نظر نہیں آ رہا کہ وہ اگلی صدی میں بھی ایک سپریم پاور کی حیثیت سے داخل ہوگا۔ اُنھوں نے کہا کہ اس کانفرنس کے اہداف جابرانہ حکومتوں کا گھیراؤ، کرپشن کا خاتمہ اور انسانی حقوق کا پرچار بیان کیے جا رہے ہیں لیکن حیرت کا مقام ہے کہ خود امریکہ اور کانفرنس میں شامل بھارت اور اسرائیل کا شمار ان اقدار کے لحاظ سے دنیا کے بدترین ممالک میں ہوتا ہے۔ تنظیم اسلامی کے امیر نے کہا کہ امریکہ کا اس کانفرنس میں چین اور روس کو دعوت نہ دینا اور تائیوان کو دعوت دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ امریکہ کا سجایا ہوا یہ میلہ محض اپنی طاقت کے اظہار کی ایک کوشش ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی اُصول یہ ہونا چاہیے کہ وہ بین الاقوامی معاملات میں تمام فیصلے دوسروں کے دباؤ کو رد کر کے صرف ملکی اور قومی مفادات کے تحت کرے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

چاہیے اور آخرت کی تیاری کرنی چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ امام العالمین، امام الانبیاء، رحمۃ للعالمین، شفاعت کبریٰ کا حق جن کو دیا جائے گا، جنت کا دروازہ جن کے لیے سب سے پہلے کھولا جائے گا، وہ صبح اور شام کے اوقات میں سات مرتبہ یہ دعا کر رہے ہیں:

((اللھم اجرنی من النار))

حالانکہ آپ ﷺ بخشے بخشائے معصوم ہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ یہ دعا صبح وشام فرما رہے ہیں، تو ہمیں اس معاملے میں کتنا سنجیدہ ہونا چاہیے؟ کیا ہم جہنم کی آگ کے بارے میں سنجیدہ ہیں؟ آج ہمیں دنیوی مسائل، مہنگائی وغیرہ پر رونا آتا ہے۔ بیویاں روتی ہیں کہ زیور نہیں، بڑا مکان نہیں، بچے روتے ہیں فلاں چیز نہیں، کسی کے پاس ہینڈ رائڈ موبائل ہے تو وہ آئی فون نہ ہونے کا رونا روتا ہے، بچے دس ہزار کے سکول میں پڑھتے ہیں، بیس ہزار والے سکول میں کیوں نہیں ہیں، فلاں شخص کی شادی ہوئی اس نے چھ سو لوگوں کو بلایا ہم نے تو بس ساڑھے پانچ سو لوگوں کو کھلایا اور تین کھانے کھلائے۔ یہ آج لوگوں کے رونے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھر میں اصل مسئلہ کیا تھا؟ صبح کے وقت نبی اکرم ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو انہیں بتایا جاتا ہے کہ ناشتے کے لیے کچھ نہیں ہے تو آپ ﷺ فرماتے کہ چلو میں روزے کی نیت کر لیتا ہوں۔ اس بات کو لے کر نبی ﷺ کے گھر میں کوئی رنجیدہ نہیں ہوا۔ اُمت کی ماں اماں عائشہ ؓ اس بات پر نہیں روئیں کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے، چولہا نہیں جل رہا بلکہ ایک دن آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ ؓ رو رہی ہیں۔ پوچھا: اے عائشہؓ! کس بات پہ روتی ہو؟ اُمت کی ماں فرماتی ہیں کہ مجھے جہنم کی آگ کے خوف نے رُلا دیا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کا رونا کیا ہے؟ رات کا قیام اور امت کے لیے دعائیں۔ کبھی ابوجہل کے لیے دعا، اے اللہ اس کو ہدایت دے دے، کبھی اللہ کے رسول ﷺ حضرت عمر ؓ کے لیے دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ اس کو ہدایت دے دے۔ ایک رات حضور ﷺ روتے رہے اور قرآن کی یہ آیت تلاوت کرتے رہے:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١١٨﴾ (المائدہ) ''اب اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو زبردست ہے، حکمت والا ہے۔''

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہ کلمات ہیں جو روزِ قیامت وہ اللہ کے حضور اپنی التجا میں ادا کریں گے۔ کتنا حساس منظر ہوگا۔ حضور ﷺ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے ساری رات روتے رہے۔ کیوں؟ صرف اُمت کے غم میں۔ یہ حضور ﷺ اور ان کے اہل بیت کے رونے کی وجوہات تھیں، آج ہمارے رونے کیا ہیں؟ پاکستان فائنل میں نہیں پہنچا تو کتنے لوگ روئے اور پوری قوم غمگین ہوئی۔ کیا قبر میں یا حشر میں اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھے گا کہ کون ہارا اور کون جیتا؟ ہم نے نان ایشوز کو ایشو بنا رکھا ہے۔ حالانکہ سب سے بڑے ایشوز، سب سے بڑی بریکنگ نیوز تو وہ ہیں جو اللہ قرآن میں بتا رہا ہے اور یہ سچا رب خبریں دے رہا ہے جن میں کوئی شک نہیں۔ غور کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ ہم روزِ آخرت کے بارے میں کتنے سنجیدہ ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی یہ بھی کرم نوازی ہے کہ وہ ایک طرف جہنم کے عذابوں کا ذکر فرما کر ہمارے ذہنوں کو جھنجوڑتا ہے اور دوسری طرف جنت کی نعمتوں کا ذکر فرما کر ہمیں شوق بھی دلاتا ہے کہ ہم اپنے کردار و عمل کو اس قابل بنائیں کہ ان نعمتوں سے سرفراز ہو سکیں۔ چنانچہ اب اگلی آیات میں جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝٤٦﴾ (الرحمٰن) ''اور جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اُس کے لیے دو جنتیں ہیں۔''

جنت کے مہمان صرف متقین بنیں گے اور متقین کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اس عارضی اور فانی چند روزہ زندگی کو اصل زندگی نہیں سمجھتے بلکہ اُن کا تصورِ زندگی بڑا وسیع ہوتا ہے۔ ان کی پہلی علامت ہی قرآن مجید یہ بتاتا ہے:

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرہ: 3) ''جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر''

جو ہر نماز کی ہر رکعت میں دہراتے ہیں:

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ (الفاتحہ) ''(اللہ) جزا و سزا کے دن کا مالک و مختار ہے۔''

جنہیں ہر وقت یہ احساس رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن سے واقف ہے، ہم اس سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتے، اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس دن کو مدنظر رکھتے ہیں جب محشر میں رب کا سامنا ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اسی احساس میں فرماتے تھے: اے کاش! میں کوئی تنکا ہوتا جس سے کوئی حساب کتاب نہ ہوتا۔ حضرت عمر فاروق ؓ اسی خوف میں فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ اعلان فرما دے کہ سارے لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ایک کے' تو مجھے خوف ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ سبحان اللہ! حضرت عثمان ؓ قبر پر جاتے تو زار و قطار روتے، یہاں تک کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ لوگ دریافت کرتے کہ جنت، جہنم، عذاب کا ذکر آتا ہے تو آپؓ کی یہ کیفیت نہیں ہوتی مگر قبر کو دیکھ کر کیوں یہ کیفیت ہوتی ہے؟ سیدنا عثمان ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کے مراحل میں سے پہلا مرحلہ ہے جو ادھر کامیاب ہو گیا وہ آخرت میں بھی کامیاب ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ ؓ کے کندھوں پر جب خلافت کی ذمہ داری آئی تو بیت المال کی بھی ذمہ داری آپؓ کے پاس تھی۔ آپؓ لوگوں میں اناج وغیرہ تقسیم کر دیتے تو بیت المال میں ہی کھڑے ہو کر دو رکعت نفل نماز ادا کرتے اور زمین کو گواہ بناتے کہ تو گواہ رہو کل مجھے رب کو جواب دینا ہے، میں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔ انبیاءؑ کے بعد مقدس ترین جماعت کے ہیرے خلفائے راشدین ہیں۔ جنہیں جنت کی بشارت محمد رسول اللہ ﷺ کی نے عطا فرمائی ہے اور ان کے خوفِ آخرت کا اندازہ کریں۔ اللہ کے سامنے حاضر ہونے کا یقین دیکھ لیں۔ ہم بھی غور کر لیں کہ ہم نماز کی ہر رکعت میں یہ الفاظ دہراتے ہیں:

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ (الفاتحہ) ''(اللہ) جزا و سزا کے دن کا مالک و مختار ہے۔''

لیکن کیا ہمیں اس دن پر یقین ہے؟ کیا ہم رب کو اس دن کا مالک مانتے ہیں؟ آج ہمارے گھروں میں کردار کیسے ہیں؟ معاشرے میں ہمارے رویے کیسے ہیں؟ لین دین میں ہمارے معاملات کیسے ہیں؟ اللہ کے حقوق کے بارے میں ہمارا طرزِ عمل کیسا ہے؟ کیا ہمیں یقین کہ ہم نے رب کو جواب دینا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اماں عائشہؓ کو یہ دعا سکھائی:

((اللھم حاسبنی حسابا یسیرا)) ''اے اللہ! میرا حساب آسان کر دے۔''

اماں عائشہ ؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آسان حساب کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ! اللہ حساب کی کتاب کھولے نہ اور پوچھے نہ۔ جس کا حساب کھلا اور اللہ نے پوچھ لیا، وہ مارا گیا۔ دنیا میں ایک وکیل کوئی سوال پوچھتا ہے یا جج دو سوالات پوچھتا ہے تو بندہ ڈھیر ہو جاتا ہے۔ سوچیے! جب کائنات کا رب ہم سے پوچھے گا تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ اللہ مجھے اور آپ کو اس دن کی رسوائی سے بچائے۔ آمین!

بھارت کی بنیاد ہی پاکستان اور اسلام دشمنی پر کھڑی ہے، آر ایس ایس ہو، بی جے پی یا کانگریس، سب کا مشترکہ ایجنڈا ہے کہ پاکستان اور اسلام کو خطے سے مٹایا جائے: **ایوب بیگ مرزا**

پاکستان سمیت تمام مسلم ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے نظام کو اس انداز سے دنیا کے سامنے پیش کریں کہ واضح ہوجائے کہ یہی وہ نظام ہے جو پوری دنیا کو فلاح دے سکتا ہے: **رضاء الحق**

خطے کی بدلتی ہوئی صورتحال میں پاکستان کے لیے چیلنجز کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: ڈاکٹر حسیب اسلم

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: چین اور بھوٹان کے معاہدے سے بھارت اور چین کے تعلقات پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: 2020ء میں لداخ کی گیلوان وادی میں انڈیا اور چین کے درمیان جھڑپیں ہوئی تھیں۔ سیز فائر کے بعد انڈیا اور چین کے درمیان مذاکرات کے 14 راؤنڈز ہوئے لیکن وہ مذاکرات کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے۔ اسی دوران چین نے انڈیا کے 20 فوجی جہنم واصل کر دیے تھے حالانکہ معاہدہ کے تحت وہاں سیز فائر تھا لیکن چینی فوجیوں نے ڈنڈوں سے مار مار کر انڈین فوجی قتل کر دیے۔ لہٰذا بھارت اور چین کے درمیان کشیدگی ابھی بھی جاری ہے لیکن اس وقت اس کشیدگی کا مرکز اروناچل پردیش کا علاقہ بنا ہوا ہے جو کہ بھارت کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہ ایک متنازعہ علاقہ کہلاتا ہے لیکن اس وقت اس پر انڈیا کا قبضہ ہے جبکہ چین اس علاقے پر دعویٰ کر رہا ہے۔ چین نے وہاں داخل ہو کر نہ صرف اپنی چھاؤنیاں بنالی ہیں بلکہ بھارت کی کئی چھاؤنیاں بھی تباہ کر دی ہیں۔ اس کے بعد اب چین کی توجہ سلی گوری کوریڈور پر ہے۔ یہ بھارت کا وہ حساس ترین علاقہ ہے جو مشرقی بھارتی ریاستوں ناگالینڈ، میزورام، تری پورا، سِقم وغیرہ کو بھارت کے باقی علاقوں سے ملاتا ہے اور بھوٹان، نیپال اور بنگلہ دیش کی سرحدوں کے درمیان یہ علاقہ مرغی کی گردن کی طرح سکڑ کر چند کلومیٹر تک رہ جاتا ہے۔ اسی لیے اسے چکن نک بھی کہا جاتا ہے۔ اب چین نیپال اور بھوٹان کو ساتھ ملا کر سلی گوری کوریڈور پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ کیونکہ سلی گوری کوریڈور کو اگر کاٹ دیا جائے تو بھارت کا زمینی رابطہ مشرقی بھارت کی سات ریاستوں سے کٹ جائے گا جہاں پہلے ہی علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں۔

اس مقصد کے لیے چین نے بھوٹان کے ساتھ اپنے تنازعات کو حل کرنے کے بہت قریب پہنچا دیا ہے اور ایک معاہدے کے تحت یہ بات اصولی طور پر طے ہو چکی ہے کہ چین اپنے کچھ علاقے بھوٹان کو دے کر بدلے میں بھوٹان سے وہ اہم علاقے حاصل کر لے گا جو سلی گوری کوریڈور کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے چین کے لیے انتہائی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح چین نیپال کے ساتھ بھی اپنے روابط بڑھا رہا ہے۔ نیپال کے سابق وزیراعظم جو آئندہ انتخابات میں بھی حصہ لینے کا عندیہ دے چکے ہیں نے کہا ہے کہ ہم بھارت سے اپنے وہ تمام علاقے واپس لیں گے جو اس نے ہڑپ کیے ہوئے ہیں۔ حالانکہ نیپال اور بھوٹان چند سال قبل تک بھارت کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اس کی ذیلی ریاستیں شمار ہوتے تھے لیکن اب چینی روابط بڑھنے کی وجہ سے وہ دونوں بھی بھارت کے خلاف ہو چکے ہیں۔ یہ دونوں ممالک اگر چین کا ساتھ دیتے ہیں تو چین بڑی آسانی سے چکن نک (مرغی کی گردن) مروڑ کر اسے بھارت سے الگ کر دے گا اور اروناچل پردیش سمیت بھارت کی سات مشرقی ریاستیں آزاد ہو جائیں گی جہاں پہلے ہی آزادی کی تحریکیں چل رہی ہیں۔ بنگلہ دیش سمیت اب کسی بھی پڑوسی ملک کے ساتھ بھارت کے تعلقات اچھے نہیں رہے اور اس کے پیچھے چین کا واضح ہاتھ ہے۔ بھارت نے اپنی بہت ساری زمین چین کے ہاتھوں کھو دی ہے جس پر امریکہ نے کہا ہے کہ چین بھارت کو کھا رہا ہے۔ امریکہ بھارت کو بار بار اُکسا رہا ہے کہ تمہاری زمین پر چین کا قبضہ ہے تاکہ انڈیا اور چین کے درمیان کوئی جنگی صورت حال پیدا ہو اور چین کی معاشی ترقی متاثر ہو جبکہ انڈیا خود کو چین کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں سمجھتا۔ حالانکہ پاکستان کے خلاف بھارتی میڈیا اور سیاستدان اُچھل اُچھل کر بیانات دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اب اگر بھارت نے پاکستان کے خلاف کوئی غلطی کی تو اس کو ایسا جواب ملے گا کہ بھارت پچھتائے گا۔ بھارت چین کشیدگی مسلسل بڑھ رہی ہے لیکن چین بڑی سفارتی دانشمندی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اور بھارت کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہے اور بھارت جوابی طور پر بالکل خاموش ہے۔

سوال: بھارت بھی جنگی مشقیں کر رہا ہے اور اسلحہ وغیرہ خریدنے میں تیزی دکھا رہا ہے۔ کیا وہ چین کے مقابلے کے لیے خود کو تیار کر رہا ہے یا پھر کوئی بڑی جنگ کرنے کے لیے جارحانہ عزائم اختیار کرنے کا موڈ ہے؟

رضاء الحق: چین کے ساتھ بھارت کے جنگی تجربات ہمیشہ برے انجام سے دوچار ہوئے ہیں جبکہ پاکستان کے مقابلے میں بھارت ہمیشہ فرنٹ فٹ پر کھیلنے کی کوشش کرتا ہے۔ آخری مرتبہ انڈیا نے پاکستان میں سرجیکل سٹرائیک کرنے کا ڈرامہ رچایا جس کے جواب میں پاکستان نے وہ سرپرائز دیا جس نے بھارت کو اُس کی اوقات یاد دلا دی ہے۔ اس کے باوجود بھارتی حکومت خود کو کسی گریٹ گیم کے لیے تیار کر رہی ہے چاہے وہ اپنے انتہا پسند ہندو ووٹ بینک کو خوش کرنے کے لیے ہو یا پھر بیرونی دباؤ کی وجہ سے ہو لیکن وہ بہرحال جنگی مشقیں کر رہا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے بھارت نے امریکہ کے ساتھ مل کر جنگی مشقیں کی تھیں، اس کے بعد وہ اسرائیلی فوج کی مشقوں میں بھی شامل رہا ہے اور اب اس نے جیسل میر

میں دکشن شکتی کے نام سے میگا ملٹری مشقیں شروع کی ہیں۔ان مشقوں میں اس نے جدید ترین ٹینکس بھی استعمال کیے، گن شپ ہیلی کاپٹرز بھی استعمال کیے ہیں، ہیلی بورن آپریشنز کو بھی استعمال کیا ہے، ڈرونز کے پورے سیٹ اپ کو استعمال میں لائے ہیں، پھر اسرائیل کے مہیا کیے ہوئے میزائیل ڈیفنس سسٹم کو بھی وہاں ٹیسٹ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر آج کل جنگی مشقوں میں دو چیزوں پر زیادہ فوکس کیا جاتا ہے اور انڈیا نے بھی اس طرف پیش قدمی کی ہے۔ایک آرٹیفیشل انٹیلی جنس جس کو سائبر وار فیئر میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اپنے تمام کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم کو مینج کرنے کے لیے بھی یہ چیز استعمال میں لائی جاتی ہے۔دوسری چیز خلائی جنگ ہے۔ روس اور امریکہ کے پاس خلاء میں مار کرنے والے ہتھیار پہلے سے موجود تھے لیکن اب چین اس دوڑ میں سب سے آگے نکل گیا ہے۔انڈیا کے پاس بھی یہ ٹیکنالوجی ابتدائی صورت میں موجود ہے جس کو اپنی مشقوں میں اس نے استعمال کیا ہے۔ خلائی جنگ میں صرف خلاء میں ہی دشمن کو ٹارگٹ کرنا واحد مقصد نہیں ہوتا بلکہ خلاء سے زمین کے کسی علاقے کو ٹارگٹ کرنا بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔ انڈین آرمی چیف نے کہا ہے ہم مستقبل کے جنگی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے یہ کر رہے ہیں۔سوال پیدا ہوتا ہے اس کے مستقبل کے چیلنجز کیا ہیں؟امریکہ ،نیٹو اور اسرائیل تو انڈیا کے اتحادی ہیں۔روس کے ساتھ اس وقت اس کا کوئی بڑا تنازعہ نہیں ہے۔صرف چین اور پاکستان ہی ایسے ممالک ہیں جو بھارت کے لیے چیلنج ہیں۔ پاکستان کے خلاف تو وہ شروع دن سے ہی سرگرم عمل ہے،اب لگتا ہے کہ بھارتی ہندوتوا اور عالمی طاقتیں بھارت کو جنگ میں دھکیلنا چاہتی ہیں۔خاص طور پر امریکہ چاہتا ہے کہ انڈیا چین کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے تاہم بھارت میں کچھ عناصر ایسے بھی ہیں جو جنگ نہیں چاہتے۔

ایوب بیگ مرزا: یہ جنگی ماحول اس لیے ہے کہ بی جے پی بھارت کے گلے پڑ چکی ہے۔چونکہ بی جے پی RSS کے کندھے پر سوار ہو کر آئی تھی اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ RSS بھارت کے گلے پڑ چکی ہے اور اب مودی حکومت اس کے ایجنڈے کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اس وقت آر ایس ایس کا چیف موہن بھگوت ہے جو کہہ رہا ہے کہ 1947ء میں تقسیم ایک غلط قدم تھا اور ہمیں جیسے ہی موقع ملا ہم اس تقسیم کو ختم کر دیں گے۔ یہ ان کی گندی ذہنیت ہے اور نیتوں کی خرابی کا معاملہ ہے جس کا خمیازہ خود انڈیا بھگت رہا ہے۔بزدلانہ ہندو ذہنیت یہ ہے کہ وہ کسی پر اس وقت تک حملہ نہیں کرتے جب تک انہیں یقین نہ دلایا جائے کہ فتح تمہاری ہوگی۔1965ء میں اس نے پاکستان پر حملہ کیا لیکن منہ کی کھائی اور پیچھے ہٹ گیا۔لیکن 1971ء میں جب امریکہ اور روس کی طرف سے انڈیا کو فتح کی نوید سنائی گئی تھی تو اس نے حملہ کیا اور وہ کامیاب ہوا۔

سوال: بھارت روس کے ساتھ تعلقات بہتر کر رہا ہے اور اس سے اسلحہ اور عسکری تعاون حاصل کر رہا ہے۔کیا ان دونوں کے تعلقات سے پاکستان اور چین کو خطرہ تو نہیں؟

رضاء الحق: اس وقت پوری دنیا میں اسلحہ کی دوڑ جاری ہے اور اسلحہ کی تجارت بڑی معیشتوں کی مجبوری بن چکی ہے۔کیونکہ ان ممالک کی معیشت کا زیادہ دارومدار اسلحہ کی فروخت پر ہوتا ہے۔ جیسے امریکی حکومت اور اسلحہ ساز اداروں کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کا اسلحہ زیادہ سے زیادہ فروخت ہو اور اس کے لیے وہ ہر ملک میں لابنگ کرتے ہیں۔یہ دوڑ اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ آسٹریلیا نے جب فرانس سے ایٹمی آبدوزیں خریدنے کا معاہدہ کیا تو امریکہ نے آسٹریلیا پر اثر انداز ہو کر وہ معاہدہ ختم کروایا اور خود آسٹریلیا کو ایٹمی آبدوزوں کی فروخت کا معاہدہ کیا۔حالانکہ فرانس اور امریکہ ایک بلاک میں اور اسٹریٹجی کے لحاظ سے ایک پیج پر ہیں لیکن مفادات کی گیم میں ہر ملک اپنا فائدہ دیکھتا ہے۔اسی طرح کا معاملہ روس کا بھی ہے۔اس وقت روس کے تعلقات دنیا سے تین طرح کے ہیں۔کچھ ممالک کے ساتھ اس کے تعلقات بالکل خراب ہیں جن میں یوکرائن اور کچھ دوسرے ممالک شامل ہیں۔ کچھ ممالک کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے ہیں اور کچھ کے ساتھ تعلقات بحال رکھنا روس کی مجبوری ہے۔ کیونکہ روس عسکری لحاظ سے ایک بڑی طاقت ہے۔دنیا میں ایٹمی ہتھیار امریکہ کے بعد سب سے زیادہ روس کے پاس ہیں۔ البتہ اقتصادی لحاظ سے امریکہ اور چین دو بڑی طاقتیں ہیں۔حالیہ رپورٹس کے مطابق دنیا کا امیر ترین ملک اب امریکہ نہیں بلکہ چین ہے۔جبکہ روس کی اکانومی ابھی اتنی مضبوط نہیں ہے۔اس وجہ سے وہ بھارت سے بہتر تعلقات رکھنے پر مجبور ہے۔صدر پیوٹن کچھ عرصہ بعد انڈیا کا دورہ بھی کر رہے ہیں۔وہاں وہ بھارت کے ساتھ اسٹریٹجک مذاکرات کریں گے۔لگتا ہے کہ انڈیا روس سے S-400 لینے کے بعد S-500 کا مطالبہ بھی کرے گا جو روس کا جدید ترین میزائل سسٹم پروگرام ہے۔ اگر یہ تعلقات اس حد تک ہی رہیں تو کوئی بڑا خطرہ نہیں ہے کیونکہ چین اس طرح کے مذاکرات سے پریشان نہیں ہوگا۔پھر چین اور پاکستان دونوں کے پاس روسی اسلحہ کا توڑ موجود ہے۔لیکن مستقبل میں اگر انڈیا اور چین کی جنگ چھڑ جاتی ہے یا چین کے لیے انڈیا کوئی بڑا خطرہ پیدا کرتا ہے تو پھر وہ روس سمیت تمام ممالک کو کہے گا کہ ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے مخالف؟ یہ نعرہ پہلے امریکہ کی طرف سے لگتا تھا اب کیونکہ چین بھی بڑی طاقت ہے وہ بھی یہ نعرہ لگائے گا۔

> چین اگر بھوٹان اور نیپال کی مدد سے چکن نک (مرغی کی گردن) مروڑ دے تو مشرقی بھارت باقی ملک سے الگ ہو جائے گا اور اروناچل پردیش سمیت بھارت کی سات مشرقی ریاستیں آزاد ہو جائیں گی۔

سوال: پاکستان کے تعلقات روس کے ساتھ بڑھ رہے ہیں۔ایسی صورت حال میں انڈیا روس تعلقات کیا سمت اختیار کریں گے؟

رضاء الحق: تاریخی طور پر دیکھا جائے تو روس کے ساتھ پاکستان کے تعلقات پہلے بھی اچھے نہیں تھے،اب اگر روس انڈیا کے ساتھ تعلقات بہتر کر رہا ہے تو یہ کوئی نئی بات ہرگز نہیں ہے۔البتہ کچھ عرصہ سے پاکستان کے ساتھ روس کے تعلقات میں بہتری آئی ہے۔دونوں ممالک کے درمیان گیس پائپ لائن منصوبے میں بھی کافی حد تک پیش رفت ہو چکی ہے جو پاکستان کے لیے مستقبل میں بہت فائدہ مند ثابت ہوگی۔علاوہ ازیں روس اور پاکستان کے مابین دفاعی تعاون سمیت کئی جہتوں میں تعاون پر معاہدات ہو چکے ہیں۔لہٰذا پاکستان کے لیے روس سے بہتر تعلقات ہر حال میں فائدہ مند ہیں۔

سوال: بھارت نے افغانستان کو گندم بھیجنے کے لیے پاکستان سے زمینی راستہ مانگا ہے اس معاملے میں پاکستان کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: میرا خیال ہے کہ یہ انڈیا نے پاکستان کو پھنسانے کی کوشش کی ہے کہ اگر پاکستان یہ کہہ دے کہ میں یہ راستہ استعمال کرنے نہیں دوں گا تو پاکستان افغان طالبان کی نظروں میں برا بنتا ہے۔ظاہر ہے وہ سوچیں گے کہ ہمارا مسئلہ حل ہو رہا تھا تو پاکستان نے اس میں رکاوٹ ڈالی ہے۔کیونکہ وہاں پر خوراک کی قلت ہے۔حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ انڈیا کو افغانستان کے

حوالے سے ایک خصوصی رعایت دے دے مگر وہ کسی تجارت کی غرض سے نہیں ہونی چاہیے بلکہ صرف گندم کی فراہمی کے لیے ہونی چاہیے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ انڈیا پاکستان کے راستے سے افغانستان کے ساتھ تجارت شروع کردے۔ اس سے پہلے بھی انڈیا اور افغانستان کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس میں یہ طے ہوا تھا کہ افغانستان انڈیا کو اپنی اشیاء بیچ سکتا ہے لیکن وہ پاکستان کے بارڈر پر آکے رک جائیں گی۔ وہاں سے پاکستان اپنے ٹرکوں میں لوڈ کرکے انڈیا کے بارڈر پر پہنچا دے گا۔ اسی طرح پاکستان نے یہ شرط بھی رکھی ہوئی تھی کہ افغانستان سے تو مال انڈیا جاسکتا ہے لیکن انڈیا سے کوئی مال افغانستان نہیں جاسکتا۔ البتہ اب افغان بھائیوں کی مدد کے لیے یہ شرط عارضی طور پر ختم کرنی پڑے گی تاکہ بھارت افغانستان کو گندم فراہم کرسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان نے درست فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں ایک احساس جرم ہونا چاہیے کہ ہم نے ابھی تک افغانستان کو تسلیم نہیں کیا۔ دنیا انہیں اس لیے تسلیم نہیں کررہی کہ عالمی طاقتیں چاہتی کہ افغان طالبان معیشت کے معاملے میں اپنے اندر لچک پیدا کریں تاکہ انہیں اپنے مقصد کے لیے استعمال میں لایا جاسکے۔ جہاں تک او آئی سی کے اجلاس کا معاملہ ہے کہ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس اجلاس میں بھی افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنے کی بات نہیں کی جائے گی حالانکہ یہ اجلاس پاکستان اور سعودی عرب مل کر منعقد کررہے ہیں جس کا میزبان پاکستان ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے پاس سنہری موقع ہے کہ وہ افغانستان کو تسلیم کرنے کے لیے لابنگ کرے اور سارے مسلمان ممالک کو اس پر راضی کرے تاکہ افغانستان کی کوئی حیثیت بن سکے اور وہ عالمی سطح پر وہ کوئی رول ادا کرسکے۔

سوال: امریکہ نے 110 ممالک کی ورچوئل جمہوریت کانفرنس بلانے کا اعلان کیا ہے جبکہ چین اور روس کو دعوت نہیں دی۔ اس کانفرنس کو بلانے کا مقصد کیا ہے اور پاکستان کی اس میں شرکت کیسی ہوگی؟

رضاء الحق: امریکی صدر جو بائیڈن نے 9 اور 10 دسمبر کو ورچوئل جمہوریت کانفرنس بلائی ہے جس میں پاکستان اور بھارت سمیت ان تمام ممالک کو دعوت دی گئی ہے جنہیں امریکہ جمہوری ملک کہتا ہے، لیکن چین اور روس کو نہیں بلایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چین اور روس امریکہ کی گڈ بکس میں نہیں ہیں لیکن تائیوان کو بلانا یقیناً چین کو تنگ کرنے کے لیے ہے۔ اس کانفرنس کے دو مقاصد بڑے واضح ہیں:

1۔ افغان جنگ میں امریکہ کو شکست ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس کی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ اسی طرح اس کی معیشت پچھلے کچھ سالوں سے گرتی جارہی ہے اور صاف نظر آرہا ہے کہ امریکہ سپریم پاور آف دی ارتھ نہیں رہا۔ تین ماہ پہلے جب افغان طالبان نے کابل فتح کیا تھا تو اس کے تین دن بعد جو بائیڈن نے کہا تھا کہ ہم جمہوریت، کرپشن کے خاتمے، ہیومن رائٹس کو اپنی سوچ کے مطابق دنیا میں پھیلاتے رہیں گے۔ یہ اسی کا ایک عملی منشور سامنے آرہا ہے۔ یعنی وہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنا مقصد ترک نہیں کیا۔

2۔ پاکستان کے حوالے سے امریکہ جانتا ہے کہ اس پورے خطے میں پاکستان کی بہت اہمیت ہے۔ طالبان کے قبضے کے بعد امریکہ نے پاکستان کے خلاف سخت پالیسی اختیار کی تھی لیکن اس کے باوجود اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا لہٰذا اب وہ چاہ رہا ہے کہ پاکستان کو اپنے قریب کرے جو پاکستان کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے۔ امریکہ کا دور رہنا اتنا بڑا چیلنج نہیں ہوتا جتنا اس کا قریب آنا بڑا چیلنج ہوتا ہے۔ یعنی اس کا دشمن ہونا اس کی دوستی سے زیادہ خطرناک نہیں۔ اور ایسا محسوس ہوتا کہ وہ وقت قریب ہے جب پاکستان کو فیصلہ کرنا پڑے کہ اسے امریکہ سے تعلقات کی نوعیت کیا رکھنی ہے۔ امریکہ، اسرائیل اور انڈیا والے تو اپنے آپ کو پسندیدہ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں صحیح نظام لے کر چل رہے ہیں۔ حالانکہ اسی نظام کے تحت طاغوتی طاقتیں اپنا ایجنڈا دنیا پر مسلط کر رہی ہیں۔ پاکستان سمیت مسلمان ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے نظام کو اس انداز سے دنیا کے سامنے پیش کریں کہ دنیا پر واضح ہوجائے کہ یہی نظام پوری دنیا کو فلاح دے سکتا ہے۔

سوال: امریکہ، چین، روس کے ساتھ ساتھ انڈیا بھی اپنی تیاریاں کررہا ہے۔ ظاہر ہے اس کا ٹارگٹ زیادہ تر پاکستان ہی ہوتا ہے۔ ایسی صورت حال میں پاکستان کو کیا عملی اقدامات کرنے چاہئیں؟

ایوب بیگ مرزا: بھارت کی بنیاد ہی پاکستان دشمنی پر مبنی ہے۔ ہم RSS کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ پاکستان دشمن ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بھارت کی کوئی بھی جماعت ہو یا تنظیم ہو اس کا بنیادی ایجنڈا پاکستان دشمنی ہے۔ کانگریس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بڑی معتدل مزاج ہے، بہت سیکولر ہے اور مسلمانوں کے خلاف بی جے پی جیسے جذبات نہیں رکھتی۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ جو رائے RSS کی ہے وہی رائے کانگریس کی ہے البتہ اس کو نافذ کرنے میں فرق ہے۔ RSS والے وحشی ہوجاتے ہیں، وہ اسلحہ اٹھا کر دوسروں کی جان لیتے ہیں لیکن کانگریس والے مسلمانوں کے خلاف سیاسی حکمت عملی اور زبان کے ذریعے اقدامات کرتے ہیں۔ کوئی بھی ہندو یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے کہ تقسیم ٹھیک ہوئی تھی۔ 6 دسمبر 1992ء کو بی جے پی نے بابری مسجد کو شہید کیا تھا اور اب اسی دن انڈیا میں ایک شاہی مسجد میں بت رکھا جارہا ہے کہ لوگ مسجد میں آکر بت کی پوجا کریں۔ یہ امت مسلمہ کے لیے انتہائی شرم کی بات ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اسلام توحید کا علمبردار اور شرک کو ظلم قرار دینے والا مذہب ہے اور مسجد اللہ کا گھر ہے، اگر وہاں بت پرستی ہوگی تو یہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔ بھارت اور ہندو تو مسلمانوں کے دشمن ہیں، انہوں نے اسلام کی مخالفت کرنی ہی کرنی ہے۔ لیکن ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم کیا کررہے ہیں۔ ہم نے تقسیم اس لیے چاہی تھی کہ یہاں ہم اسلام کا نظام قائم کریں گے۔ لیکن 75 سال گزر جانے کے باوجود بھی کیا ہماری قانون سازی میں کوئی فرق ہے۔ وہی سیکولر نظام انڈیا میں ہے اور وہی پاکستان میں ہے۔ اسلام مقتول کے ورثاء کو قصاص کا حق دیتا ہے۔ وہ چاہیں تو فدیہ لے کر چھوڑ دیں، چاہے معاف کریں یا پھر قصاص لے لیں۔ لیکن یہاں صدر مملکت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو کسی بھی قاتل کو معاف کردے۔ اسی طرح اسلام میں کسی کو قانونی استثنیٰ حاصل نہیں ہے لیکن یہاں آپ صدر اور گورنر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرسکتے۔ ہم تقسیم پر بہت خوش ہیں کہ ہم الگ ہوگئے مگر یہ نہیں سوچتے کہ ہم الگ کس لیے ہوئے تھے کیا ہم نے وہ مقصد حاصل کرلیا؟ اسلام سود کو حرام مطلق قرار دیتا ہے اور ہمارا پورا معاشی نظام سود کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ اسی طرح ہماری معاشرت میں اور ہندوستان کی معاشرت میں کیا فرق ہے؟ کیا ہم نے اپنی معاشرت کو اسلامی خطوط پر استوار کیا؟ حالانکہ تقسیم کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ یہاں اسلامی ملک بنے گا جہاں مسلمان اسلام کے مطابق زندگی گزاریں گے لیکن اس کے خلاف ہو رہا ہے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

حضرت اسماءؓ کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابیات میں ہوتا ہے۔

سلسلۂ نسب

حضرت اسماءؓ کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

حضرت اسماءؓ بنت یزید بن السکن بن رافع بن اِمرء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ کنیت اُمّ سلمہ تھی اور حضرت معاذ بن جبلؓ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ انصار کے قبیلے، اوس کی ایک شاخ، الاشہل سے تعلق تھا۔

قبولِ اسلام

آنحضرتﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے فوری بعد خدمتِ اَقدسؐ میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ مسندِ احمد میں ہے کہ حضرت اسماءؓ اپنی بہن حواؓ، خالہ اور چند دیگر خواتین کے ساتھ بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ''اے اللہ کے رسولﷺ! ہم عورتیں آپؐ سے بیعت کرنے آئی ہیں۔ آپؐ اپنا دستِ مبارک آگے بڑھائیں تاکہ ہم بیعت کرسکیں۔'' سرکارِ دو عالمﷺ نے فرمایا ''میں خواتین سے مصافحہ نہیں کرتا۔'' واضح رہے، رسول اللہﷺ عورتوں سے زبانی بیعت لیا کرتے تھے۔

چنانچہ اُن سے بھی زبانی بیعت لی۔ اس موقعے پر حضرت اسماءؓ کی خالہ سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھیں۔ آنحضرتﷺ نے فرمایا ''کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟'' اُنھوں نے جواب دیا ''نہیں۔'' اس پر آپؐ نے فرمایا ''کیا تم اِس بات کو پسند کرو گی کہ روزِ قیامت اللہ تم کو آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے؟'' حضورِ انورﷺ کے اس ارشاد کے بعد اُن کی خالہ نے زیور اُتار دیے۔ بعض روایات میں ہے کہ کنگن کا یہ واقعہ خود حضرت اسماءؓ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ (مسند احمد)

جنگِ یرموک کی عظیم مجاہدہ

وہ 5 رجب 15 ہجری کی ایک صبح تھی کہ جب سرزمینِ شام کی وادئ اُردن کے صحرا میں یرموک کے چشمے کے کنارے رُومیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک خون ریز جنگ کا آغاز ہوا۔ رُومیوں کی تین لاکھ فوج کے مقابلے میں مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف 46 ہزار تھی۔ جنگ کی شدّت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رُومیوں کے تیروں کی بارش سے دن کی تپتی دُھوپ میں شام کی تاریکی کا گمان ہوتا تھا۔ مسلمان خواتین حسبِ روایت اِس جنگ میں بھی پیش پیش تھیں۔ میدانِ جنگ میں پانی پلانا، زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری، شہیدوں کی تکفین وتدفین میں مدد اُن کے فرائض میں شامل تھے۔

جنگ اپنے عروج پر تھی کہ اچانک رُومیوں کے ایک دستے نے خواتین کے کیمپ پر حملہ کردیا۔ تمام خواتین نہتی تھیں، لیکن پھر یرموک کی فضاؤں نے یہ ایمان افروز منظر دیکھا کہ حملہ آور رُومی سپاہیوں کے جسم میں خیمے کی کیل لگی چوبیں نیزوں کی طرح پیوست ہوگئیں۔ یوں پہلے ہی حملے میں 30 رُومی واصلِ جہنم ہوگئے۔ ان میں سے 9 رُومی ایک مجاہدہ اور نبی کریمﷺ کی صحابیہ حضرت اسماءؓ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ ابھی یہ محیّر العقول معرکہ جاری تھا کہ حضرت خالدؓ بن ولید کا ایک دستہ برق رفتاری سے وہاں پہنچا اور دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ یہ عظیم مجاہدہ تاریخ میں ''خاتونِ یرموک'' کے نام سے معروف ہیں۔ (الاصابہ، ج8 ص13)

حضورﷺ کی تعریف واستحسان

حضرت اسماءؓ بنتِ یزید جلیل القدر صحابیہؓ تھیں۔ اپنی ذہانت وفطانت، بلاغت وخطابت، قیادت وسیادت اور شجاعت وبے خوفی میں معروف تھیں۔ حاضر دماغ، نکتہ شناس، حق گوئی وبے باکی میں اپنی مثال آپ۔ دین کے بارے میں آنحضرتﷺ سے بلاجھجک سوالات کیا کرتیں۔ ایک دِن مسلمان خواتین کی نمائندہ بن کر بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ''یارسول اللہﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! اگر آپؐ کی اجازت ہو تو مسلمان خواتین کی جانب سے ایک سوال پوچھنے کی جسارت کروں؟'' حضورِ انورﷺ کی اجازت کے بعد عرض کیا ''یارسول اللہﷺ! اللہ عزّوجل نے آپﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اُن میں عورت اور مرد دونوں شامل ہیں۔ چنانچہ ہم عورتیں بھی آپؐ پر ایمان لائیں اور آپؐ کی پیروی کا عہد کیا ہے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ ہم عورتیں پردہ نشین ہوکر گھروں میں رہتی ہیں، ہم اپنے شوہروں کی خدمت کرتی ہیں، اُن کے گھروں کی رکھوالی کرتی ہیں، اُن کے بچّوں کو گود میں لیے پھرتی ہیں، اُن کی پرورش کرتی ہیں اور اُن کے مال کی حفاظت کرتی ہیں، جب کہ مرد جنازوں اور جہاد میں شرکت کرکے اجرِ عظیم حاصل کرتے ہیں، تو سوال یہ ہے کہ ان مَردوں کے ثوابوں میں سے کچھ ہم عورتوں کو بھی حصّہ ملے گا یا نہیں؟''

سرکارِ دوعالمﷺ نے اُن کا سوال سُنا اور پھر صحابۂ کرامؓ کی طرف متوجّہ ہوکر فرمایا ''دیکھو، اِس عورت نے اپنے دِین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا ہے۔ پھر حضورﷺ نے حضرت اسماءؓ سے فرمایا ''اے اسماءؓ تم خوشی خوشی جاؤ اور تمام خواتین کو بتادو کہ جو عورت اپنے شوہر کی فرماں بردار ہے، اُس کی خوشنودی کے لیے فرائضِ زوجیت ادا کرتی ہے، تو جس قدر ثواب اس کے مرد کو ملتا ہے، اتنا ہی ثواب اس عورت کو بھی ملتا ہے۔''

(الاستیعاب، باب النساء، ج4، ص350)

خطیبۃ النساء

حضرت اسماءؓ بہترین خطیبہ، فقیہہ اور عالمہ تھیں۔ ہر وقت علم کی جستجو میں رہتیں۔ اللہ تعالیٰ نے خطابت اور وعظ کی بہترین صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ دین کے علم کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے میں کمال رکھتی تھیں۔ خواتین سے متعلق شرعی مسائل کے بارے میں اُمّ المومنین، سیّدہ عائشہ صدیقہؓ سے سوالات کرتیں اور اُن کے جواب سے عام خواتین کو آگاہ کرتیں۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدہ عائشہؓ نے اُن کے بارے میں فرمایا: ''اسماءؓ انصار کی اُن خواتین میں سے ہیں، جو دین سمجھنے کے لیے بلاجھجک سوال کرتی ہیں۔ جس میں اُنہیں حیا مانع نہیں ہوتی۔'' یہی وجہ ہے کہ اُنہیں ''خطیبۃ النساء'' یعنی ''عورتوں کی نمائندہ'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (الاصابہ 8/21)

پیار بھری نصیحت

جب ہجرتِ مدینہ کے بعد یکم ہجری میں اُمّ المومنین، سیّدہ عائشہؓ کی رُخصتی کا دن آیا، تو والدہ، حضرت اُمّ رُومانؓ نے اُنھیں سجانے سنوارنے یعنی دُلہن بنانے کے لیے انصار کی خواتین میں سے حضرت اسماءؓ بنت یزید کا انتخاب کیا۔ اس موقع پر دیگر خواتین بھی خوشی ومسرت کے کلمات گُنگنا رہی تھیں۔ رسول اللہﷺ تشریف لائے، تو آپﷺ کو دُلہن کے ساتھ بٹھا دیا گیا۔

آپ ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح تو تین سال پہلے ہی مکہ مکرمہ میں ہو چکا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی خدمت میں دُودھ کا پیالہ پیش کیا۔

آپ ؐ نے اُس میں سے تھوڑا سا پیا اور پھر پیالہ اپنی اہلیہ کی جانب بڑھا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شرم سے سر جھکائے ہوئے تھیں۔ اُنہیں دُودھ کا گلاس لیتے ہوئے جھجک محسوس ہوئی۔ برابر میں حضرت اسماء ؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ اُنہوں نے پیار بھرے انداز میں سرزنش کرتے ہوئے کہا ’’ اللہ کے رسول ﷺ جو دیتے ہیں، لے لو۔‘‘ اس پر حضرت عائشہ ؓ نے گلاس لے کر اُس میں سے تھوڑا سا دُودھ پیا اور واپس کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ’’ یہ اپنی سہیلیوں کو دے دو۔‘‘ چناں چہ وہاں موجود خواتین نے وہ متبرک دُودھ نوش کیا۔ (اسد الغابہ 7/23)

نبی کریم ﷺ کی وجہ سے کھانے میں برکت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں’’ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی ساتھ تھی۔ آپ ؐ نے مغرب کی نماز ادا فرمائی۔ اُس وقت گھر میں چند روٹیاں اور تھوڑا سا سالن ہی تھا۔ مَیں نے وہ خدمت میں پیش کر دیا۔

مَیں نے دیکھا کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا، لیکن اس کے باوجود کھانا ختم نہ ہوا۔ پھر حضور ﷺ نے میرے مشکیزے سے پانی نوش فرمایا۔ اللہ نے اس مشکیزے میں یہ خصوصیت پیدا کر دی کہ اس کا پانی بیماروں کو پلاتے، تو اُنہیں شفا مل جاتی۔ برکت کے لیے پیتے، تو برکتوں کا نزول ہوتا۔ (طبقات ابن سعد 8/244)

محبتِ رسول ﷺ کا منفرد انداز

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ کی خدمت کر کے بے حد خوشی ہوتی تھی۔ محبت کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی وقت کوئی صحابی ؓ قریب نہ ہوتا اور اللہ کے رسول ﷺ اونٹنی پر تشریف فرما ہوتے، تو جلدی سے اونٹنی کی مہار پکڑ کر چلنے لگتیں۔ خود فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں حضور ﷺ کی ناقہ غضبا کی نکیل تھامے ہوئے تھی کہ آپ ؐ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔

اُس وقت آپ ؐ اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ وحی کا بار اِتنا زیادہ تھا کہ مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں وحی کی شدّت سے اونٹنی کی ٹانگیں ہی نہ ٹوٹ جائیں۔ اُس وقت سورۃ المائدہ کا نزول ہو رہا تھا۔ (مسند احمد)

فتنۂ دجّال کا خوف

ایک مرتبہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے فتنۂ دجّال کے بارے میں جاننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ ؐ نے دجّال کے ظہور کے وقت پیش آنے والے خطرات کا ذکر کیا، جسے سُن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زار و قطار رونے لگیں۔ حضور ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی، تو بولیں ’’ یا رسول اللہ ﷺ! اس وقت ہم کتنے آرام سے ہیں کہ باندی کھانا پکا دیتی ہے اور ہم سیر ہو کر کھا لیتے ہیں لیکن دجّال کے آنے کے بعد دُنیا میں جو قحط پڑے گا، ہم اُس کا مقابلہ کیوں کر کر سکیں گے؟‘‘ حضور ﷺ نے فرمایا ’’ اے اسماء ؓ! تم روؤ نہیں، اُس وقت اللہ کا ذکر اور تکبیر بھوک سے بچائے گی۔‘‘ (مسند احمد)

جنّت کی بشارت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی دِلی تمنّا تھی کہ اُنہیں میدانِ جنگ میں شہادت نصیب ہو، چنانچہ تاریخ کے صفحات بتاتے ہیں کہ اُنھوں نے ترویجِ علم کے ساتھ بہت سے غزوات میں بھی حصّہ لیا۔ وہ ان خوش قسمت صحابیات ؓ میں سے ایک ہیں، جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے جنّت کی بشارت دی۔ اُس کے ساتھ اُنھیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اُن کے ذریعے بہت سے شرعی مسائل کا حل سامنے آیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے استفسار پر اللہ کے رسول ﷺ نے فتنۂ دجّال سے متعلق تفصیلات ارشاد فرمائیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر نے اُنہیں طلاق دی، تو وہ بہت پریشان ہوئیں، چنانچہ اللہ نے نبی آخر الزماں ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ ’’ طلاق یافتہ عورتیں تین ماہ تک انتظار کریں۔‘‘ اس سے پہلے عدّت کے بارے میں کوئی حکم نہیں تھا۔

حدیثِ رسول کی روایت

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید انصار کی خواتین میں سب سے بڑھ کر احادیثِ رسول ﷺ کو زبانی یاد کرنے والی اور احادیث کی روایت کا شرف حاصل کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ ؓ سے 81 احادیث مروی ہیں۔

وفات

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا انتقال 69 ہجری میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں ہوا اور اُن کی تدفین دمشق میں ہوئی۔

❁❁❁

غلط اخباری رپورٹ کی تردید

محترم و مکرم جناب چیف ایڈیٹر روزنامہ انصاف لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارا یہ خط آپ کو ایمان اور صحت کی بہترین کیفیت میں ملے۔ آمین!

21 نومبر 2021ء کے روزنامہ انصاف میں آپ کے ایک ڈسٹرکٹ رپورٹر نے تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع منعقدہ 19 تا 21 نومبر 2021ء کے حوالے سے ایک خبر شائع کی ہے جس میں تنظیم اسلامی کے مؤقف اور مدعا کو صریحاً غلط طور پر بیان کیا گیا ہے جس پر ہمیں انتہائی دکھ ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ آپ کے روزنامہ کے ڈسٹرکٹ رپورٹر نے تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ صاحب سے ایک بیان منسوب کیا ہے: ’’ آج تلوار سے دین کی جنگ کا دور ہے‘‘ حالانکہ امیر تنظیم اسلامی نے اپنے پورے خطاب میں تلوار یا اسلحہ کے زور پر دین کے نفاذ کی بات سرے سے کی ہی نہیں تھی۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ آپ اس حوالے سے اپنے ڈسٹرکٹ رپورٹر سے استفسار کریں گے۔

علاوہ ازیں ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ آپ امیر تنظیم اسلامی سے منسوب غلط بیان کی تردید اپنے اخبار میں شائع کریں کیونکہ یہ صحافتی اخلاق کا تقاضا ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مؤقف جاننے کے لیے تنظیم اسلامی کے شعبہ نشر و اشاعت سے رابطہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ایوب بیگ مرزا

مرکزی ناظم شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

برائے رابطہ: 042-35856304

حق وصداقت کا معیار؟

مولانا سعید احمد

دنیا میں موجود انسانوں میں سے ہر ایک اپنے موقف کو حق، سچ اور صحیح جانتا و مانتا ہے، اور وہ اپنے موقف کی صحت، صداقت وحقانیت پر دلائل، براہین اور شواہد و قرائن جمع کرتا ہے۔ چنانچہ انسانی تاریخ کا جائزہ لیجئے اور قرآن و حدیث کا مطالعہ کیجئے! تو معلوم ہوگا کہ ہر ایک اپنے اپنے موقف ومسلک پر مطمئن ومسرور ہے بلکہ اس پر فریفتہ ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾﴾ (الروم: 33)

''(یعنی) ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ مختلف گروہ بن گئے۔ ہر گروہ اسی پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔''

اس ساری صورت حال کی وجہ اور سبب یہ ہے کہ شیطان ملعون ہر ایک کو اس کے اعمال وعقائد، خوش نما اور مزین کر کے دکھاتا ہے، چنانچہ ایک طرف اگر مسلمان اور اہلِ حق اپنے موقف کی حقانیت وصداقت کو قرآن و حدیث کے دلائل سے مبرہن کرتے ہیں تو دوسری طرف اعدائے اسلام، کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ اور ہنود و مجوس بھی اپنے مزعومہ عقائد واعمال کے لیے دور کی کوڑی لانے کی اپنی سی سعی وکوشش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں سورۃ النمل ہے:

﴿وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾﴾

''اور میں نے دیکھا اُس کو اور اُس کی قوم کو کہ وہ سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کو چھوڑ کر اور شیطان نے اُن کے لیے اُن کے اعمال کو مزین کر دیا ہے اور انہیں روک دیا ہے سیدھے راستے سے' تو اب وہ راستہ نہیں پا رہے۔''

﴿فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾﴾ (الانعام:43)

''تو کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب ہماری طرف سے کوئی سختی ان پر آئی تو وہ گڑ گڑاتے' لیکن ان کے دل تو سخت ہو چکے تھے اور شیطان نے مزین کیے رکھا ان کے لیے ان اعمال کو جو وہ کر رہے تھے۔''

﴿وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ﴾ (الانعام: 137) ''اور اسی طرح مزین کر دیا ہے بہت سے مشرکین کے لیے ان کے شرکاء نے اپنی اولاد کو قتل کرنا''

﴿كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾﴾ (الانعام: 122) ''اسی طرح مزین کر دیا گیا ہے ان کافروں کے لیے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔''

﴿وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ﴾ (الانفال:48)

''اور جب شیطان نے اُن کے لیے اُن کے اعمال کو مزین کر دیا تھا اور اُس نے (ان سے) کہا تھا کہ آج تم پر انسانوں میں سے کوئی غالب نہیں آسکتا۔''

ایک طرف اگر مسلمان اپنے دین و مذہب، مسلک وموقف اور ایمان وعقیدہ کی سچائی پر قرآن وسنت یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور آسمانی وحی کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں، تو دوسری جانب شیطان بھی اپنے متعلقین ومتبعین کو نہایت قوت وشدت سے باور کراتا ہے کہ تم ہی حق پر ہو، اس لئے کہ اگر تمہارا موقف غلط اور مسلمانوں کا صحیح و درست ہوتا تو تمہاری کثرت اور مسلمانوں کی قلت کیوں ہوتی؟ تم معزز اور مسلمان ذلیل کیوں ہوتے؟ تم حاکم اور مسلمان محکوم کیوں ہوتے؟ تم جابر اور مسلمان مجبور کیوں ہوتے؟ تم غنی اور مسلمان فقیر کیوں ہوتے؟ تم امیر اور مسلمان غریب کیوں ہوتے؟ تم مدعی اور مسلمان مجرم کیوں ہوتے؟ تم حکمران اور مسلمان تمہاری رعایا کیوں ہوتی، اس کے علاوہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی بجائے اقتصادیات پر تمہارا قبضہ کیوں ہوتا، پوری دنیا میں مسلمانوں کی بجائے تمہارے اقتدار کا سکہ کیوں ہوتا؟

الغرض جس طرح کفار ومشرکین اور عیسائی، وغیرہ اپنی اس عددی کثرت، عزت، اقتدار اور حاکمیت کو اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، ٹھیک اسی طرح وہ لوگ جو مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی اقدار سے باغی اور تہذیبِ مغرب کے دلدادہ ہیں وہ بھی دین و شریعت کے حامیوں کے خلاف یہی استدلال پیش کرتے ہیں کہ اگر ان حامیانِ شریعت کا موقف ومنشور حق وسچ یا صحیح وصواب ہوتا تو عوام ان کی بجائے ہمارے ساتھ کیوں ہوتے؟ وہ ان کے بجائے ہماری آواز پر لبیک کیوں کہتے؟ اور وہ ان کو مسترد کیوں کرتے؟ انہیں عوامی سطح پر مقبولیت کیوں نہ ہوتی، قومی وصوبائی اسمبلیوں میں انہیں عددی برتری کیوں نہ حاصل ہوتی؟ ان کے عوامی اجتماعات، جلسوں، جلوسوں اور ریلیوں میں عوام بھرپور شرکت کیوں نہ کرتے؟

دراصل روزِ اول سے دنیا میں دو طرح کی دعوتیں اور دو قسم کے پروگرام چلے آرہے ہیں، ایک طرف اگر انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت ہے تو دوسری طرف خواہش پرستوں اور نفس وشیطان کے پجاریوں کی، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت رائج ومروج عقائد، نظریات اور غلط اعمال وافعال کے خلاف ہوتی ہے، تو نفس وشیطان کے پجاریوں اور باطل پرستوں کی عین منشائے شیطان اور ہوا پرستی کے مطابق۔ ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ماحول کا دھارا اور ذوق ومزاج بدلنے کے لئے آتے ہیں۔ جبکہ نفس و شیطان کی دعوت، خواہش پرستوں کے ذوق ومزاج کی تائید وتسکین کے لئے ہوتی ہے، اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ: ''چلو ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' بہت آسان ہے اور تہذیب وتمدن کے بہتے دریا کے دھارے پر چلنا سہل اور اس کی مخالفت میں سفر کرنا مشکل، بلکہ حد درجہ صبر آزما ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ''زمانہ ساز'' بننا مشکل اور ''بزمانہ ساز'' نہایت سہل، کیونکہ ابن الوقت......زمانہ کے مطابق چلنا......ہونا کمال نہیں، بلکہ ابوالوقت...... جو وقت کو اپنے انداز میں ڈھال لیں...... بننا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ چنانچہ ماحول و

معاشرہ میں پہلے سے موجود ذوق ومزاج کی تعلیم وترویج پر کسی محنت و مشقت کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی جہالت، لاعلمی، بے شرمی، بے حیائی اور تخریب کاری کے لئے کسی مکتب، مدرسہ جامعہ اور اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے کہ تخریب و بربادی آسان اور حد درجہ سہل ہے، جبکہ بگڑے ماحول و معاشرہ کی تعمیر و اصلاح اور خواہش وہوا پرستی کے سامنے بند باندھنا اور اس کے سامنے رکاوٹ کھڑی کرنا بے حد مشکل اور نہایت ہی محنت طلب کام ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت بھٹکتی انسانیت کی اصلاح کے لیے ہوئی ہے، جبکہ دوسری طرف کفر، شرک، بت پرستی، قتل و غارت گری، زناکاری، بدکاری، چوری، ڈکیتی، بداخلاقی، حیوانیت، درندگی اور سفاکی کے لئے کسی کو مامور نہیں کیا گیا، اس کے علاوہ مشاہدہ بھی یہی ہے کہ زمین و مکان اور باغ و گلستان کی آبادی و شادابی کے لئے محنت اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے برعکس اس کے فساد و بگاڑ کے لئے کسی سعی و جدوجہد کی ضرورت نہیں ہوتی، اگر اس کو یوں ہی لاوارث چھوڑ دیا جائے تو کچھ ہی عرصہ بعد محل و مکان شکست وریخت کا شکار اور سرسبز و شاداب باغ وگلستان بنجر ہوجائے گا، اس میں طرح طرح کے خود رو پودے، جھاڑ جھنکار اور انواع اقسام کی خاردار جھاڑیاں پیدا ہوجائیں گی اور وہ باغ و مکان ایک ویرانہ و جنگل کی شکل اختیار کرلے گا۔ ٹھیک اسی طرح معاشرہ کی اصلاح و تعمیر کے لئے محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس پر تن، من، دھن کی بازی لگانا پڑتی ہے، جبکہ اس کے بگاڑ کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

جس طرح حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت محنت طلب تھی، اور معاشرہ کے ذوق ومزاج کے خلاف تھی اور نفس و شیطان کی دعوت عین منشائے نفس و شیطان اور مقتضائے خواہش تھی، اور جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کی خلافِ مزاج دعوت ومحنت پر لبیک کہنے والے کم اور خواہش پرست وآزادی پسند ذوق ومزاج کے ہمنوا زیادہ تھے، اگر آج دعوتِ نبوت کے حاملین کی صدا پر لبیک کہنے والے کم اور نفس وشیطان اور خواہش وذوق کی ہمنوائی کرنے اور ان کا ساتھ دینے والے زیادہ ہوں تو لائق تعجب اور باعث اضطراب نہیں، بلاشبہ یہ نہ مقبولیت عنداللہ کی دلیل ہے اور نہ ہی کسی موقف کی صداقت کی علامت، بلکہ اس کو اپنی مقبولیت کی دلیل کے طور پر پیش کرنا دراصل مشرکین و معاندین اسلام کی ہم نوائی کے مترادف اور ان کی دعوت ومشن کے غلط اور باطل ہونے کی کھلی دلیل ہے، کیونکہ ان کج فہموں کی دعوت، چاہے کتنا ہی خوشنما اور ان کے خیال میں کتنا ہی اچھی کیوں نہ ہو اور ان کا انداز بیان کتنا ہی سحر انگیز کیوں نہ ہو، مگر بہرحال وہ سیّد الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی دعوت اور انداز بیان سے زیادہ جاذبِ نظر، عمدہ اور اچھا تو نہیں؟ اگر آپ ﷺ کی دعوت کے مقابلہ میں یا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پروگرام و پیغام کے مقابلہ میں، ان کے مخالفین و معاندین کا پروگرام، پیغام اور دعوت غلط و باطل تھی، تو ان کے متبعین کا پیغام، پروگرام اور دعوت، انبیاء کے نائبین اور وارثوں کے مقابلہ میں کیونکر اچھی ہوسکتی ہے؟ اگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت پر لبیک کہنے والے اقل قلیل اور کفر وشرک اور بتوں کے پجاریوں کی کثرت، دلیل کمال نہیں، تو جاہلیت کے علم برداروں کی عددی کثرت دلیل کمال کیوں ہوگی؟ اگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مخالفت کی جاسکتی ہے، تو ان کے نائبین کی مخالفت بھی لائق تعجب نہیں، اگر ان کے پروگرام و پیغام سے بے اعتنائی، ان کے کمال اور ان کے پیغام و پروگرام کی عظمت کے منافی نہیں، تو ان کے نام لیواؤں کی مخالفت بھی ان کے نقص کی دلیل نہیں ہے، بلکہ ان کے عین حق وصداقت اور جادۂ مستقیم پر کاربند ہونے کی علامت ہے۔ اس لئے اگر کچھ احمق جہالتِ جدیدہ کے علمبرداروں کے اردگرد اکٹھے ہوجائیں؟ تو ان کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور انہیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ ہمارے موقف کی حقانیت وصداقت کی دلیل ہے۔ ورنہ پھر انہیں یہ بھی ماننا ہوگا کہ نعوذ باللہ! حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت، پیغام اور پروگرام کے مقابلہ میں معاندین اسلام کا پیغام، پروگرام اور ان کی دعوت حق وسچ تھی، جب ہی تو انبیاء کرام علیہم السلام کے ماننے والے کم اور ان کے مخالفین و معاندین زیادہ تھے۔ حالانکہ نصوص صریحہ سے ثابت ہے کہ ایسے انبیاء بھی آئے، جن کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں صرف ایک دو تھے اور بعض ایسے بھی ہوئے، جن کی دعوتِ حق وصداقت پر لبیک کہنے والا ایک بھی نہیں تھا، کیا کہا جائے کہ ان کی دعوت و پیغام میں نقص تھا؟ یا ان کے معاندین و مخالفین ہی محروم القسمت تھے؟ روز اول سے حق و باطل کا معیار یہ رہا ہے کہ باطل اور باطل پرستوں کی دعوت خواہشاتِ نفس اور ہوا پرستی کے منشاء کے عین مطابق ہوتی ہے، اس لئے بگڑے ہوئے معاشرہ میں موجود ہوا پرستوں کی اکثریت ان کے ہم دوش ہوجاتی ہے، اس کے برعکس چونکہ حق پرستوں اور داعیانِ حق کی دعوت معاشرہ میں موجود فساد وبگاڑ کی اصلاح اور ہوا پرستی وخواہش پرستی کی مخالفت پر مبنی ہوتی ہے، اس لئے خواہش پرستوں کی اکثریت اس کی مخالفت ومخاصمت پر کمربستہ ہوجاتی ہے۔ ٹھیک یہی فلسفہ آج بھی کارفرما ہے کہ معاشرہ میں حق پرستوں کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی کمی کو بطور معیار استعمال کرکے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم اور ہمارا پروگرام ہی حق وسچ ہے، جب ہی تو ہماری کثرت ہے۔ جو لوگ مسلمانوں اور دین وشریعت کے داعیوں کے مقابلہ میں اپنی عددی کثرت کو معیارِ حق جانتے ہیں، دیکھا جائے تو وہ دراصل اسلام دشمنوں کے اس غلط پروپیگنڈا کو تقویت پہنچا رہے ہیں کہ: ''پاکستانیوں نے انتخابات میں دین داروں کو شکست دے کر اسلام کو مسترد کردیا ہے۔''

دعائے مغفرت

إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، جاتلاں کے ناظم بیت المال سید محمد آزاد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0334-5801055

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے رفیق جناب سید شاہد ودود وفات پاگئے۔

☆ حلقہ ملتان، تونسہ شریف کے مبتدی رفیق جناب رستم جہانگیر رحمانی کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0333-8562649

☆ حلقہ سرگودھا، بھکر کے منفرد رفیق حکیم محمد سلیمان مغل کے ماموں وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0335-9200092

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

آسیب کا سایہ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

منیر نیازی یہ کہہ کر رخصت ہوگئے: منیر اس ملک پر آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے...... اب اس شبہے میں حقیقت کا رنگ بھر چکا ہے۔ واقعی آسیب زدگی کے آثار ہر طرف دکھائی دیتے ہیں۔ وزیر اعظم ہاؤس کے قصوں سے قطع نظر، عجیب وغریب واقعات آئے دن ہلا کر رکھ دینے کا سامان کرتے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے کے بھوت بھتنیاں بلائیں بن بن کر نوجوانوں نے جو تماشے کرنے شروع کردیے، اب ہر طرف ہی آسیبوں کا ڈیرا ہے۔ نور مقدم سے نکل کر ٹک ٹاکر کی بیہودگی نے آلیا۔ انفرادی ان گنت ایسے واقعات اور ان پر مستزاد یکایک تحریک لبیک کی گرفت میں 2 ہفتے کا بھونچال۔ اسی سب کے دوران قوم پر بجلی گیس پیٹرول گرانی اور ڈالر کے چھوٹے بڑے دھماکے پٹاخے۔ اکتوبر کے ان 2 ہفتوں کے دوران 7 پولیس اہلکار جاں بحق ہوئے۔ 2 نومبر ڈان رپورٹ میں پولیس اہلکار سب مشین گن کی فائرنگ، نیز سر اور سینے پر تشدد کا نشانہ بنے تھے۔ یرغمال بنا کر پرجوش جوانوں کے ہاتھوں کل 520 پولیس والوں کے زخمی ہونے کی خبر (پولیس ذرائع کے حوالے سے) اس رپورٹ میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد خفیہ مذاکرات کے ذریعے تحریک لبیک پر سے پابندی اٹھا دی گئی۔ قیدی سب رہا ہوگئے۔ سب کچھ یوں نارمل ہوگیا گویا کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ حکومت کے سر پر جو خودسری کا بھوت سوار ہوا تھا، ہوا ہوگیا، تاہم یہ سیاست کافی مہنگی رہی۔ چار اضلاع کی پولیس 15 دن میں 10 کروڑ کا کھانا کھا گئی۔ اس سے تو ہاتھی فورس پال لیں تو انسانی جانی ضیاع بھی نہ ہو اور سستی پڑے۔

اس دوران ہر طرف بلوچستان، چارسدہ، گوادر کوئی نہ کوئی ہنگامہ جاری رہا۔ بیٹھے بٹھائے اسلام آباد کے اسکول میونسپل کمیٹی کو سونپ دیے جانے پر ہاہا کار مچی۔ میونسپل کمیٹی شہر دلپذیر کی صفائی تک کا کام سنبھال نہیں پاتی، سبزی فروشوں کی ریڑھیاں الٹانے کا کام بخوبی کرتی ہے۔ اب اساتذہ اور تعلیم کو کیا تارے دکھائے گی، اسی خوف سے اسکول بند پڑے ہیں۔ خدا خدا کرکے تعلیمی سلسلہ بحال ہوا تھا جو اس درفنطنی کے ہاتھوں پھر ٹھپ ہوگیا۔ ہو نہ ہو اصل آسیب آئی ایم ایف کا ہے، جس کے بارے میں گورنر پنجاب یہ کہہ کر خاموش ہو رہے کہ آئی ایم ایف نے 6 ارب ڈالر قرض کے عوض سب کچھ لکھوا لیا ہے۔ یہ راز ہے کہ کیا کچھ لکھوایا ہے۔ ہمیں سانس لینے کی فرصت ملے، دم مارنے کی مجال ہو تو عوام پوچھیں تو کہ یہ خفیہ کاری کیا ہے؟ عوام سے بالا بالا حکمران ہمارا رہا سہا بھی داؤ پر لگا چلے ہیں۔

ہم پے درپے چرکوں سے سنبھلے نہ تھے کہ سیالکوٹ کے اذیت ناک سانحے نے دل و دماغ ہلا کر رکھ دیے۔ نوجوان ملک کا اصل سرمایہ ہوتے ہیں۔ جوانی کی قوتیں صلاحیتیں اگر درست رہنما اور رہنمائی پا جائیں تو قوموں کی تقدیر بدل جاتی ہے۔ قیام پاکستان میں جوانی کا جوش وجذبہ اقبال کے خوابوں اور قائداعظم کی محنتوں کے ہم قدم چلا...... پاکستان کا مطلب کیا...... لا الٰہ الا اللہ کے نعروں میں حقیقت کا رنگ بھرا۔ اسلام کے نام پر ایک خطۂ زمین بے پناہ قربانیوں اور بلند ہمتی کے ساتھ معجزہ بن کر دنیا کے نقشے پر ابھر آیا۔ پاکستان! پھر اس کی پاکی، پاکیزگی، شادابی شتر بے مہاری کے ہاتھوں زرد پڑتی گئی۔ گزشتہ 20 سال میں جوان ہونے والی نسل افراط وتفریط، ژولیدہ فکری، کنفیوژن کی ماری، ہاؤ ہو تھپیڑوں میں پلی ہے۔ نظریے سے محروم قصداً کی گئی ہے۔ شناخت کا بحران مزید ہے۔ حقیقی اسلام پھلنے پھولنے کی اجازت اس نظام میں نہیں ہے۔ اسلام کے نام پر رنگ برنگے چورن بٹ رہے ہیں۔ چونکہ قوم کا بنیادی مزاج جذباتی ہے، سو اس کے استحصال کے چور دروازے بہت ہیں۔ فرائض وواجبات سے بے بہرہ ہوں گے لیکن اسلام کے نام پر بھڑک اٹھنے کا شدید آتش گیر مادہ اندر لیے پھرتے ہیں۔ سیالکوٹ میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا شاخسانہ ہے۔

یہ توجہ دلاتے قلم گھس گیا کہ خدارا نوجوانوں کو قرآن وحدیث پڑھانے کا مساجد میں کما حقہ انتظام کیجیے تاکہ اصل دین ان کی تربیت میں اترے۔ فروعی مسائل کی بجائے ملک کی صلاح، فلاح، بقا کی ضمانت اسی تعلیم وتربیت سے ہے۔ شان رسالت کے تحفظ کا عظیم فریضہ جس سنجیدگی، علم، تدبر، تفقہ اور راسخ عقیدے کی بنیاد پر ہوتا ہے، وہ عنقا ہے۔ اس کی جگہ جذباتی نعرے، مسلکی حساسیت کے فہم کے بغیر الٹا دشمن کے ایجنڈوں کو تقویت دینے کا سامان کیے دیتے ہیں۔ سیالکوٹ کا واقعہ اسلام کے نام پر برپا کیے جانے والے طوفان بدتمیزی اور غنڈا گردی کا خوفناک مظاہرہ ہے۔ کیا اب پنجاب میں بھی کراچی پر مسلط خوف کے طویل دور کا سماں ہوگا؟

ایک سخت گیر منیجر سے نالاں ورکرز کو کام چوری پر سرزنش کے ساتھ ایک غیر ذمہ دارانہ چوک ہوگئی۔ دیوار پر جا بجا لگے پوسٹر اتارتے ہوئے اسی زمرے میں دینی مواد (واضح تفصیل نہیں آئی) پر مبنی اشتہار/ پوسٹر تھا جسے اتار پھینکا۔ شور شرابے پر اس نے معافی مانگ لی لیکن آگ نے فوراً ہی اس کا دامن پکڑ لیا۔ راجکو انڈسٹریز کے ورکرز فیکٹری کے اندر احتجاج کرنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے تعداد درجنوں سے سینکڑوں ہوگئی۔ مقامی لوگ بھی آگئے۔ لبیک یا رسول اللہ کے نعرے ڈان پر ویڈیو رپورٹ میں سنے جاسکتے ہیں۔ مارتے پیٹتے، بچانے والوں کو ہٹا کر گھسیٹ کر اسے سڑک پر لے آئے۔ 10 بجے شروع ہونے والا ہنگامہ 10:45 پر پُرتشدد ہوگیا۔ 11 بجے تک منیجر کی موت واقع ہوچکی تھی۔ اس ایک گھنٹے میں قانون کہاں تھا۔ پولیس، گارڈ، ہوش مند انسانوں کی کوئی جھلک کہیں دکھائی کیوں نہ دی۔ پولیس کیا پہلے چرکے کھا کر گریزاں ہوچکی ہے؟ الیس منکم رجل رشید...؟

جس دین میں حربی کافر کی لاش کے مُثلے کی اجازت نہیں اس میں لاش کو آگ لگا کر اس کے گرد کریہہ منظر میں شان رسالت کے نعرے لگا کر اسلامیت داغدار کی گئی۔ اس لاقانونیت پر حکومت سانحے کی ذمہ دار ہے۔ سانپ گزرنے کے بعد لکیر پیٹنے والے سارے دھواں دھار بیانات بے معنی ہیں۔ کڑے ہاتھ سے بروقت نمٹنے کی بجائے بعد ازاں اسے اہل دین یا مدارس کو دیوار سے لگانے یا توہین رسالت قانون پر مغربی دباؤ کے تحت لچک پیدا کرنے کے شرمناک عندیے دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اقلیتوں کے جان ومال کا تحفظ مسلم ریاست کی

مکمل ذمہ داری ہے۔ تاہم افراط وتفریط کا یہ عالم ہے کہ قوم کو رواداری کے نام پر دنیا بھر کے مذاہب کے دن منانے میں جوت رکھا ہے۔ مسلسل دیوالی، ہولی، بسنت، ہیلووین، کرسمس سبھی کچھ منانا پاکستانیوں کے ذمے قرار پایا ہے۔ قادیانی آسیب الگ سر سراتا رہتا ہے۔ گورنر پنجاب نے برطانیہ جا کر اپنی حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی لارڈ طارق احمد کو اعزازِ پاکستان سے نوازا۔ یہ پاکستانیوں کے عقیدے اور آئین کے مضمرات، اس کی روح کے منافی عمل تھا۔ اس ساری مرنجاں مرنجی کے باوجود، (جس میں اہلِ دین فورتھ شیڈول بنا رکھے ہیں) امریکا ہمیں مذہبی آزادی کے حوالے سے سی پی سی واچ لسٹ میں ڈال کر بیٹھا ہے۔ بھارت، جہاں مسلمانوں پر قیامتیں ہوگزرتی ہیں، کشمیر ظلم کے بدترین شکنجے میں ہے، کسی واچ لسٹ کی فہرست میں نہیں۔ یوپی کی مزید دو مساجد مسمار کرنے کی ذمہ داری بھارت ہندو انتہا پسند تنظیموں کے سپرد کر چکا ہے۔ آئے دن کے سیالکوٹ جیسے واقعات، کشمیر کے بچوں جوانوں سے پیلٹ گنوں سے چھینی جاتی بینائی وہاں کسی گنتی شمار میں نہیں آتی۔ تاہم ہمارے ہاں کا یہ واقعہ اب سیکولر طبقے اور بیرونِ ملک قانون توہینِ رسالت کے درپے ہونے والوں کے لیے سنہری موقع ہے، سینہ کوبی اور دباؤ بڑھانے کا۔ اہلِ اسلام اس سے اظہار برأت کر چکے۔ یہ ذاتی چپقلش پر اسلام کا رنگ چڑھا کر ملک وقوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے، اسلام کی خدمت نہیں کی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ، جو کافر کو ڈھا کر اس کے سینے پر بیٹھے قتل کرنے کو تھے۔ حربی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تھوک دیا۔ وہ فوراً سینے سے اتر گئے کہ اب نفس کی آمیزش ہوگئی، اب تجھے قتل نہیں کر سکتا، اخلاص فی اللہ پر نفس کے غصے کی آلودگی آ گئی۔ اسے چھوڑ دیا۔ یہ اسلام ہے۔ یہ فیصلہ کرنا ان افراد کا کام نہیں تھا کہ دینی مواد اس نے جان بوجھ کر اتار پھینکا ہے یا زبان سے نابلد ہونے کا نتیجہ ہے۔ یہ قتل ناحق ہے جس کا دھبا تصورِ اسلام کو داغدار کر رہا ہے۔ فیکٹری الگ تباہ کی، آگ لگانے کی کوشش میں نقصان۔ 900 مزدوروں کے خلاف کاٹی گئی ایف آئی آر، ان کی روزگار سے محرومی کا سامان۔ دگرگوں ملکی صنعتی معاشی حالات میں مزید اضافے کا سامان۔ واقعہ اگر چارلی ایبڈو نما ہوتا تو شانِ رسالت پر سبھی کچھ قربان ہو سکتا ہے مگر اس واقعے کا کوئی جواز نہ تھا۔ رہی قانون کی کارفرمائی، تو وہ بھی منیر نیازی ہی کی...... ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں کی مصداق ہے۔ ❁❁❁

فکرونظر

سرداران مشرکین کے کام اوران کا انجام

رشید عمر

’’حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عزت میرا تہبند اور کبریائی میری چادر ہے۔ جو شخص ان دونوں میں سے کسی ایک کو چھیننے کی کوشش کرے گا تو میں اس کو عذاب دوں گا۔‘‘ (رواہ مسلم)

ریاض الصالحین میں ان الفاظ میں بیان کردہ حدیث مبارک جوامع الکلم کی بہترین مثال ہے۔ قرآن مجید میں وضاحت سے بیان کردہ دو مضامین العزۃ للہ اور الکبریاء للہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے چند الفاظ میں بیان کروا دیا۔ سورہ فاطر میں فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿١٠﴾﴾ ’’جو کوئی عزت کا طالب ہے تو (وہ جان لے کہ) عزت سب کی سب اللہ کے پاس ہے۔ اُسی کی طرف اُٹھتی ہیں اچھی باتیں اور عمل صالح اسے اوپر اٹھاتا ہے۔ اور جو لوگ بری سازشیں کر رہے ہیں ان کے لیے سخت سزا ہوگی۔ اور ان کی سازشیں ناکام ہو کر رہ جائیں گی۔‘‘

سورۃ المنافقون میں فرمایا:

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨﴾﴾ ’’وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹ گئے تو جو طاقتور ہیں وہ لازماً نکال باہر کریں گے وہاں سے ان کمزور لوگوں کو۔ حالانکہ اصل عزت تو اللہ، اُس کے رسولؐ اور مؤمنین کے لیے ہے، لیکن یہ منافق جانتے نہیں۔‘‘

سورۃ النساء میں فرمایا:

’’منافقوں کو واضح کر دیجیے کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کی دوستی سے عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ سو (یہ جان لیں) عزت تو سب کی سب اللہ کے لئے ہے۔‘‘ (آیت 149)

ان آیات میں تین قسم کے باطل مدعیان عزت کی قلعی کھولی گئی ہے:

1۔ وہ لوگ جو اپنی چالبازیوں اور سازشانہ حرکتوں سے کوئی مقام حاصل کر لیتے ہیں اور لوگ ان کے شر سے ڈر کر ان کی عزت کرتے ہیں فرمایا کہ ایسے لوگ شدید عذاب سے دوچار ہوںگے اور واضح فرما دیا کہ (رجوع) انابت الی اللہ اور اعمال صالح ہی عزت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

2۔ وہ لوگ جو نظامِ باطل کی سیاست میں لیڈر بن کر عزت کے خواہش مند ہوں اور حق پرستوں کو ذلیل و رسوا کر کے انہیں اپنے رستے سے ہٹانا چاہتے ہیں انہیں خبردار کیا گیا کہ عزت صرف اور صرف اللہ اور رسول کی غلامی ہی سے مل سکتی ہے۔ ایسے لوگ علم وحکمت سے عاری ہیں۔

3۔ منافقانہ ذہنیت والے لوگ جو اپنی عزت وقرار کے لئے کفریہ طاقتوں سے گٹھ جوڑ کرتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی بشارت دی گئی ہے۔ سورہ بقرہ کی درج ذیل آیات میں غالباً انہی مذکورہ بالا صفات کے حامل لوگوں کا ذکر ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾﴾ ’’اور لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کی باتیں تمہیں بہت اچھی لگتی ہیں دنیا کی زندگی میں اور وہ اللہ کو بھی گواہ ٹھہراتا ہے اپنے دل کی بات پر۔ حالانکہ فی الواقع وہ شدید ترین دشمن ہے۔ اور جب وہ پیٹھ پھیر کر جاتا ہے تو زمین میں

بھاگ دوڑ کرتا ہے تاکہ اس میں فساد مچائے اور کھیتی اور نسل کو تباہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کو فساد بالکل پسند نہیں ہے۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو جھوٹی عزتِ نفس اس کو گناہ پر اور جما دیتی ہے سو اُس کے لیے جہنم کافی ہے۔ اور یقیناً وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔''

لوگوں میں کوئی ایسا ہے دنیا کے معاملات میں اس کی بات تمہیں خوبصورت لگتی ہے۔ اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ بناتا ہے۔ جبکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔ جب وہ پلٹتا ہے تو زمین میں فساد انگیزیاں کرتا ہے اور کھیتیاں اور جانیں تباہ کرتا ہے۔ اور جب اسے کہا جاتا ہے اللہ سے ڈرو تو عزت کا گھمنڈ اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔ سو کافی ہے اس کے لیے جہنم اور وہ بیشک برا ٹھکانہ ہے۔''

العزّ ازاری کے کھینچنے والوں کا ذکر کر کے ان تمام قوتوں کا احاطہ کر لیا جو اللہ کے باغیوں کی دوستی اپنے لیے باعث عزت وقرار سمجھتے ہیں یا وہ جو جبر اور زیادتی اور سیاسی ہتھکنڈوں سے لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان کی تعظیم کریں۔ عزت کا راز اللہ اور اس کی غلامی میں پوشیدہ ہے۔

سرمائے اور وسائل کی فراوانی کی بنیاد پر اپنے مثالی معاشروں کو عزت وافتخار کا ذریعہ سمجھنے والے اس حال میں کہ وہ اللہ کے باغی ہوں ایسے ہی ہیں جیسے وہ اللہ کی توہین کر رہے ہیں۔

یہ ان کی شخصیت کا ایک پہلو ہے۔ جبکہ دوسری طرف یہی لوگ ہیں جو اللہ کی کبریائی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ انسانیت کا احترام ان کے لیے کوئی معانی نہیں رکھتا۔

حق کا انکار کرنے والوں اور دوسروں کو حقیر جاننے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اور قیامت کے دن جہنم میں ڈالے جانے سے پہلے لوگوں کے پاؤں کے نیچے کچلے جانے کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔ فرد ہو یا قوم دوسروں کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنا اور حق کے سامنے سر جھکانا اللہ کی کبریائی کو تسلیم کرنے کا دوسرا نام ہے۔

زمین وآسمان پر اللہ کی کبریائی کا تسلط ہے۔ زمین والوں کے کے لیے یہ کبریائی دین اسلام کی شکل میں ہے۔ دین اسلام ایک چادر کی مانند ہے جس کے چار حصے ہیں ایک حصہ ایمانیات عبادات دوسرا حصہ معاشرت تیسرا حصہ معاشیات اور چوتھا حصہ سیاست پر مشتمل ہے۔ اس چادر کا تانا بانا توحید ورسالت کا ہے۔ اور اس پر عدل وقسط کا رنگ نمایاں ہے۔ قوم نوح قوم، عاد اور قوم ثمود نے اپنے اپنے دور میں اس چادر کو ایمانیات کے کونے سے، قوم لوط نے معاشرت کے کونے سے، قوم شعیب نے معیشت کے کونے سے اور فرعون اور آلِ فرعون نے سیاست کے کونے سے کھینچا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے عذاب سے پکڑا کہ یہ لوگ نشان عبرت بن کے رہ گئے۔ قرآن پاک ان قوموں کی دین اسلام یعنی اللہ کی چادر کے ساتھ کھینچا تانی کے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ ان کے بعد مکہ میں مشرکین مکہ اور یہود ونصاریٰ نے اپنے اپنے رنگ میں ایمانیات کے کونے کو کھینچا تو محمد رسول اللہ والذین معہ کے ذریعے ان کو قرار واقعی سزا دے کر انسانیت پر اللہ کی کبریائی کی چادر کو تان دیا گیا۔ آج پھر ہنود و یہود ونصاریٰ اس چادر کو چاروں کونوں سے کھینچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کے مضامین اور احادیث نبویہ میں اس بات کی پیشین گوئی موجود ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین ؓ کے دور میں اللہ کی کبریائی کی چادر کا سایہ دنیا پر کر دیا گیا تھا بالکل اسی طرح اس آخری دور میں اللہ کی کبریائی کی چادر کو کھینچنے والے معززین باطل، جن کے پیدا کردہ صحرائے باطل کی تپش میں اس وقت انسانیت تڑپ رہی ہے، کو شکست دے کر دوبارہ اس چادر کے سائبان کی ٹھنڈی چھاؤں کا سایہ انسانیت کو عطا کیا جائے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اللہ کے دشمنوں پر اللہ کا عذاب بن کر گرتے ہیں اور بحفاظت اس چادر کو انسانیت پر تاننے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل فرمادے۔ آمین

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(26 نومبر تا یکم دسمبر 2021ء)

جمعہ (26 نومبر) کو مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو لاہور آنا ہوا۔

ہفتہ (27 نومبر) کو علم فاؤنڈیشن کے تحت دارارقم سکول گجرات میں سیرت اور گوجرانوالہ میں تعلیمی اداروں میں نصاب قرآنی کے حوالہ سے خطابات فرمائے۔

منگل (30 نومبر) کو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی میٹنگ میں شرکت کی۔ یہ طے ہوا کہ علم فاؤنڈیشن کا مرتب کردہ اتحاد تنظیمات مدارس کے پانچوں وفاق کا متفق علیہ ترجمہ قرآن پنجاب حکومت خود چھپوائے گی۔ بعد نماز ظہر مرکز میں شعبہ جات، مالیات اور تعلیم وتربیت کے اجلاس ہوئے، جن میں متعلقہ مرکزی ناظمین کے ساتھ نائب امیر بھی شریک رہے۔

بدھ (یکم دسمبر) خصوصی مشاورتی اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ نشر واشاعت کے ساتھ ملاقات کی۔ اس موقع پر ناظم شعبہ کے علاوہ نائب امیر بھی شریک رہے۔ بعد ازاں رات کو 15/20 منٹ مولانا محمد حنیف جالندھری سے مختصر ملاقات رہی۔ ان کی آج پرویز الٰہی صاحب سے ملاقات ہے جس میں مولانا ان کو توجہ دلائیں گے کہ تعلیمی اداروں میں ترجمہ قرآن کی تدریس کا عمل شروع کیا جا رہا ہے اس میں کوشش کی جائے کہ متفقہ ترجمہ قرآن ہی پڑھایا جائے۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

The definition of 'Islamophobia'?

Elis Gjevori

Defining anti-Muslim sentiment in Europe is not just about confronting hatred, it's also about understanding the deep institutional currents that fan anti-Muslim discourse.

Various international reports have pointed out that there has been little to no attempt to adopt a definition of Islamophobia by governments despite recognizing the significant impact the problem has on various Muslim communities in the West.It is a fact thatthe Muslim community has often felt neglected, and at worst, placed in the crosshairs of a state-led effort to institutionalize the 'othering' of Muslims in the West.

The term Islamophobia has gained increasing political currency over the last decade.The UK government, on the one hand, argues that it is fighting Islamophobia but on the other hand has disputed the need for a definition, stating: "We do not accept the need for a definitive definition." This understanding begs the question: what is the government fighting against if it has not defined what the problem is in the first place?

The debate has been muddied, by people on political spectrums of the West. According to many experts, when it is called a 'phobia', it would only denote a fear of Muslims and as such would not make sense because the way in which people think of Muslims and behave towards Muslims could not be compared to other phobias, which are oftentimes clinical conditions.

Anti-Muslim sentiment, when viewed in terms of a systematic targeting of Muslims and Islam, is far from being an irrational fear of Islam. It is a deliberate, institutional and systemic approach towards the Muslim community's set of beliefs and practices.A recent poll showed that a majority of people in Western Europe were in favor of restrictions on Muslim women's religious attire – and where public sentiment has moved in that direction, so have the laws of those countries.

In August of this year, Denmark became the latest Western European country to ban Muslim women from wearing the face veil following Austria, Belgium and France, as well as parts of Italy and Spain who have enacted similar laws over the last decade.

"Muslims are constantly used as a punching bag by the UK mainstream media, with news articles frequently referring to Muslim communities as being illiberal, backwards and a threat to the West," says a report by Muslim Engagement and Development (MEND), a UK-based NGO focusing on media monitoring.

These developments also reflect a wider trend across the western world to see limits on Muslim migration, not just in light of US President Donald Trump, but as part of a growing atmosphere of hostility towards Muslims.

In a 2006 speech Douglas Murray, a leading British journalist and author well positioned to advise policymakers and government officials stated: "Conditions for Muslims in Europe must be made harder across the board: Europe must look like a less attractive proposition. We in Europe owe – after all – no special dues to Islam." This reflects the overall groupthink of the opinion makers of the West.

Courtesy: TRT world

Vol. 30 Regd. C.P.L NO. 114 No.46

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore